يد الله على الجماعة (ترمذی) لا جماعة إلا بامارة (دارمی)

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: محدث العصر شیخ الحدیث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ
احیاء: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ
حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

مجلس اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی
مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 17 | جمعۃ المبارک 2 مئی 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

بخل کا انجام

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ﴿٨﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ﴿٩﴾ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ﴿١٠﴾ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ ﴿١١﴾ ''جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی اور نیک بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کریں گے، اس کا مال اسے (اوندھا) گرنے کے وقت کچھ کام نہیں آئے گا۔'' (اللیل: 8 تا 11) اسی طرح دوسرے مقام پہ فرمایا: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ ''وہ لوگ جو اس چیز میں بخل کرتے ہیں جو انھیں اللہ نے دیا ہے وہ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ ایسا کرنا ان کے لیے بہتر ہے بلکہ وہ ان کے لیے بہت ہی برا وبال ہے، عنقریب قیامت کے دن ان کے گلے میں اس چیز کا طوق ڈالا جائے گا جس میں انھوں نے بخل کیا تھا۔'' (آل عمران: 180)

مذکورہ بالا آیات کریمہ میں بخل سے اجتناب کرتے ہوئے انفاق فی سبیل اللہ کی راہ سعادت کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے اور وضاحت کی گئی ہے اس بات کی کہ جو لوگ اپنے مال کو سنبھال کر رکھتے ہیں نہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور نہ ہی اپنی جانوں پر تو ایسے ہی لوگ دنیا و آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں

درسِ حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْوَلِيْدَ ابْنَ عُقْبَةَ إِلَى الْحَارِثِ لِيَقْبِضَ مَا كَانَ عِنْدَهُ مِمَّا جَمَعَ مِنَ الزَّكَاةِ فَلَمَّا أَنْ سَارَ الْوَلِيْدُ حَتَّى بَلَغَ بَعْضَ الطَّرِيْقِ فَرِقَ فَرَجَعَ فَأَتَى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ الْحَارِثَ مَنَعَنِي الزَّكَاةَ وَأَرَادَ قَتْلِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو اپنا سفیر بنا کر حارث بن ضرار (جو قبیلہ بنو مصطلق کا سردار تھا) کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان سے زکاۃ کا جمع شدہ مال وصول کر لائے حضرت ولید مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر راستہ میں کسی مقام پر پہنچے تو ڈر گئے خوف زدہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ آئے اور مدینہ منورہ میں آ کر آپ کو اطلاع دی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ حارث نے زکاۃ کا جمع شدہ مال دینے سے انکار کر دیا ہے اور وہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہو گیا تھا۔ (الموسوعة الحديثية ج 30 ص 404۔405 رقم الحدیث: 18459)

اسلام نے حصول امن کے اصول وضوابط بیان کرتے ہوئے قول سدید یعنی سیدھی اور سچی بات کرنے اور کسی خبر کے ملنے پر تحقیق کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ سچ بولنے سے معاملات میں بگاڑ کے حقیقی اسباب سامنے آ جاتے ہیں جس سے ان کا سدباب کرنا آسان اور قیام امن کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حارث بن ابی ضرار ؓ قبیلہ بنو المصطلق کے سردار تھے انھوں نے قبول اسلام کے بعد دربار رسالت میں عرض کی کہ میں واپس جا کر اپنی قوم کو بھی دعوت اسلام دوں گا جو لوگ اس دعوت کو قبول کریں گے ان سے زکوۃ وصول کر کے جمع کروں گا، آپ فلاں ماہ کی فلاں تاریخ کو میرے پاس جمع شدہ مال زکاۃ وصول کرنے کے لیے کوئی اپنا نمائندہ بھیج دیں، وہ (حارث ؓ) واپس گیا قوم کو دعوت اسلام پیش کی، پوری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ انھوں نے حسب وعدہ اپنی قوم سے مال زکاۃ جمع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ کا انتظار کرتا رہا، مقررہ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ ؓ کو بنو المصطلق کی طرف اپنا نمائندہ مقرر کر کے روانہ کیا، زمانہ جاہلیت میں بنو المصطلق اور ولید کے خاندان کی دشمنی تھی اور بنو المصطلق کا ایک آدمی ولید کے ہاتھوں قتل ہو چکا تھا، ولید نے حالت خوف میں اپنے سفر کو جاری رکھا کہ کہیں مقتول کے ورثاء انھیں پہچان کر قتل نہ کر دیں، دوسری طرف بنو المصطلق مقررہ وقت پر شہر سے باہر نمائندہ رسول کے استقبال کے لیے جمع ہو چکے تھے۔ ان کے جم غفیر کو دیکھ کر نمائندہ رسول کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ مجھے قتل کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں، وہ خوف کے مارے مدینہ منورہ واپس آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر خبر دی کہ انھوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور وہ میرے قتل کے درپے ہو گئے تھے۔ اس صورتحال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب بھی ہوا کہ ایک شخص بظاہر شریف النفس اور پیرا سرِ ہونے کے ساتھ معاہدات کی پاسداری کرنے والا بھی ہو اس سے یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟

(بقیہ: ص 24)

جماعت اہل حدیث کی خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

حافظ عبدالوہاب روپڑی
عاشق ام القریٰ نمبر

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

عدالتی کمیشن کی تحقیقات مکمل ہونے تک بیان بازی پر پابندی عائد کی جائے

حامد میر پر حملہ:

شاہراہ فیصل کراچی پر ملک کے نامور صحافی اور ٹی وی اینکر پرسن حامد میر پر 19 اپریل کو ہونے والے حملے کے بعد پیدا ہونے والی ہیجانی صورتحال نے شہریوں کو تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ایک طرف حملے کے فوراً بعد ان کے بھائی عامر میر نے میڈیا کو بتایا کہ حامد میر نے اپنے اہل خانہ اپنے ادارے اور اپنے دوستوں کو پیشگی سے آگاہ کر دیا تھا کہ اگر ان پر حملہ ہوا تو اس کی ذمہ داری آئی ایس آئی کے سربراہ اور دیگر ذمہ داران پر عائد ہوگی۔ دوسری طرف اس خبر کے نشر ہونے کے ساتھ ہی فوجی حکام حرکت میں آ گئے۔

جیو کی بندش کے لیے درخواست کنٹونمنٹ ایریا میں اخبار جنگ کی ترسیل کی ممانعت اور جنگ گروپ کے خلاف الزامات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ سول سوسائٹی دو دھڑوں میں تقسیم ہو چکی ہے، اگر ایک طرف حامد میر پر حملے کے خلاف ریلیاں، جلسے اور تقاریر ہو رہی ہیں تو دوسری طرف پاک فوج کی حمایت میں بھی کیفیت ہے۔ اگر ایک طرف حامد میر پر حملہ کرنے والوں کے خلاف نعرے لگ رہے ہیں تو دوسری طرف حامد میر اور جنگ گروپ کے خلاف غداری کے اور پاک فوج زندہ باد کے نعرے لگ رہے ہیں۔

ایک طرف صحافتی تنظیموں کی اندرون ملک اور بیرون ملک صحافت پر حملوں کی مذمت کی جا رہی ہے تو دوسری طرف متعدد دینی اور سیاسی جماعتوں کی طرف سے اپنی بہادر مسلح افواج کے حق میں بیانات آ رہے ہیں اور بات زندہ باد مردہ باد سے بڑھ کر حب الوطنی اور غداری تک پہنچ چکی ہے۔ صبح اٹھتے ہی کوئی سی اخبار اٹھا لیں ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے یہ جنگ پھیلتی جا رہی ہے۔ مسلح افواج کی حامی جماعتوں کی طرف سے "جنگ" پر غداری کا الزام کوئی معمولی الزام نہیں۔

ممکن ہے کہ اس ادارے کے کرتا دھرتا واقعی غدار ہوں اور فوج کے پاس ان کے خلاف کوئی ثبوت بھی ہوں لیکن اس کا طریقہ کار یہ نہیں کہ ایک میڈیا کے ادارے کے بارے میں سڑکوں پر یہ نعرے بازی

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستنجاء	5
تفسیر سورۃ الانعام	7
کلمہ طیبہ کی فضیلت	10
وحدت الوجود	12

زرتعاون

فی پرچہ 10 روپے
سالانہ 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5 چوک دالگراں لاہور 54000

کرائی جائے، اس ادارے کے خلاف جو غداری کے ثبوت ہیں وہ سپریم کورٹ میں پیش کیے جائیں۔ عدالت عظمیٰ الزام علیہان کا موقف معلوم کرنے کے بعد اگر وہ واقعی غدار ہیں تو ان کو غدار قرار دے گی جس کی سزا موت ہے، لیکن بغیر ثبوت کے کسی کے خلاف اتنا بڑا الزام ایک شرمناک فعل ہے۔

جنگ گروپ کی "امن کی آشا" سے ہمیں بھی اختلاف ہے کہ ہندو سے اگر اتنا ہی پیار کرنا تھا تو الگ وطن بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ ہندو کی مسلم دشمنی اس کے خمیر میں رچی بسی ہوئی ہے۔ دونوں طرف سے ناچنے گانے والیاں اور والے اکٹھے کر کے ایک ہندوستانی اخبار کی شراکت سے محبت اور پیار کی پینگیں کسی بھی محب وطن پاکستانی کو اچھی نہیں لگتیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری فوج جو حب الوطنی سے سرشار ہے ایسی ہی کسی کاوش پر اس گروپ کے خلاف ہو، تاہم عدل کا تقاضا یہی تھا کہ جب ایک فوج کے اعلیٰ عہدیدار پر الزام آیا تھا تو فوج کی طرف سے فوری طور پر اعلان کر دیا جاتا کہ معاملے کی انکوائری عدالتی کمیشن کے ذریعے کرائی جائے فوج اس سلسلے میں مکمل تعاون کرے گی کیونکہ ماضی میں اس ایجنسی پر صحافیوں اور سیاستدانوں کی طرف سے مختلف الزامات لگائے جاتے رہے ہیں اس کی بجائے فوج نے دوسرا راستہ اختیار کیا جسے طاقت اور قوت کا راستہ کہا جاتا ہے۔

ہم اپنی فوج کا دل سے احترام کرتے ہیں، دفاع وطن کا مقدس فریضہ فوج کے ذمے ہے۔ قوم پر کوئی مشکل وقت آئے زلزلہ ہو، سیلاب ہو یا نا گہانی مسئلہ ہو ہماری محب وطن فوج کے سپاہی سے لے کر جرنل تک اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر عوامی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اپنی فوج سے بے پناہ محبت و عقیدت کے باوجود ہم اسے یہ باور کرانے پر مجبور ہیں کہ جمہوری حکومت میں عوام نے اپنے نمائندوں کو امور مملکت چلانے کا اختیار دیا ہوتا ہے اور فوج اس حکومت کا ایک ماتحت ادارہ ہوتا ہے۔

بدقسمتی سے 1958ء سے فوج کا ذہن بن چکا ہے کہ پاکستان پر حکومت کرنا اس کا حق ہے اور یہ کہ سیاسی حکومت کے امور پر ہر لحظہ نگرانی رکھنا فوج کے فرائض میں شامل ہے۔ چنانچہ جب بھی فوج نے جمہوری حکومت اور عوام کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ دیکھا فوری طور پر فاصلے ختم کرنے کے لیے اقتدار پر قبضہ جمالیا۔ بے چاری سیاسی حکومتیں فوج کے سامنے بے بسی کی تصویر بنی ہوتی ہیں۔ پرویز مشرف جس کے جرائم کی طویل فہرست ہر پاکستانی کے ذہن پر نقش ہے اس کے خلاف عدالتی کاروائی ہو رہی ہے۔ اگر عدالت سے غداری کے الزام میں سزائے موت سنا بھی دیتی ہے تو جرنیل صاحب اسے صدر سے معافی بھی دلا سکتے ہیں۔

لیکن وطن عزیز کے کسی باشعور شہری سے یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ اس کیس میں کون کیا کر رہا ہے؟ یہاں تک کہ عوام کے سامنے کھلم کھلا اسے فوج کے وقار کے منافی قرار دیا گیا۔ جب وزیر اعظم نے معاملے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے راولپنڈی میں فوجی قیادت اور اپنے انتہائی محدود تعداد میں وزراء کو بلایا تو اخبار نویسوں نے اس ملاقات پر کالم لکھے کہ فوجی افسران وزراء کو گھور گھور کر دیکھ رہے تھے اور وزراء کو فوجی افسران سے آنکھیں ملانے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی، حتیٰ کہ پریس کو جاری کرنے کے لیے فوٹو بنوانے کے لیے جب فوٹو گرافر بلائے گئے تو اس وقت بھی عارضی طور پر ہی سہی ان جرنیلوں کے چہرے پر کوئی خوشگوار تاثر پیدا نہ ہو سکا۔ اس ملاقات کا نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ پرویز مشرف کو فوری طور پر کراچی منتقل کیا گیا، معاملہ تو اسی وقت ہی سمجھ میں آ گیا تھا لیکن اگر کسی کی سمجھ میں کوئی کمی رہ گئی تھی تو عدالتی کاروائی سے پوری سمجھ آ گئی۔

میں ایک دوست کے دفتر میں بیٹھا اتفاقاً ٹی وی چل رہا تھا۔ اچانک خبر نشر ہوئی کہ پرویز مشرف کے وکلاء نے اس کا نام ای سی ایل سے خارج کرنے کے لیے درخواست دائر کر دی ہے ابھی ہم اس پر تبصرہ کر رہے تھے کہ خبر آ گئی عدالت عالیہ سندھ کے بنچ نے درخواست سماعت کے لیے منظور کر لی ہے اور چیف جسٹس کو اس کی سماعت کے لیے بنچ تشکیل دینے کی استدعا کی ہے۔ ابھی چائے کی پیالی ختم نہیں ہوئی تھی کہ خبر آ گئی چیف جسٹس صاحب نے بنچ تشکیل دے دیا ہے جس نے باقاعدہ سماعت شروع کر دی ہے۔

پاکستان کی تاریخ میں یہ انوکھا واقعہ ہے کہ ایک ملزم کی درخواست نے مہینوں کا سفر منٹوں میں طے کرلیا۔ 23مارچ کی فوجی پریڈ میں بے چارے وزیر دفاع اور وزیر اطلاعات کی جو سبکی ہوئی ہے اس پر بھی بڑے کالم لکھے گئے۔ انڈیا کے وزیر دفاع یا دیو کے جنرل ہیڈ کوارٹر کے دورہ پر جرنیلوں کا ان کو سلیوٹ کرنا اور پھر پاکستانی جرنیلوں سے موازنہ، بس کہاں تک لکھا جائے۔ اب بات ایک صحافی پر حملے کی ہے جو ابھی تک خطرے کی حالت میں ہے اس کے جسم سے تین گولیاں نکالنے کے معالجے میں ڈاکٹر تذبذب کا شکار ہیں کہ اگر ان گولیوں کو نکالنے کے لیے آپریشن کیا گیا تو یہ کسی بھی وقت جان لیوا ثابت ہو سکتی ہیں۔ ادھر بستر علالت پر اس کو مشورے دیئے جا رہے ہیں کہ ملک چھوڑ کر چلے جاؤ ورنہ تم پر دوبارہ حملہ ہو سکتا ہے۔ حامد میر کے گارڈ اور ڈرائیور کو پولیس نے حراست میں لے لیا ہے پولیس ان خطوط پر تفتیش کرنا چاہتی ہے کہ کہیں یہ لوگ حملہ آوروں سے ملے ہوئے تو نہیں تھے۔ ادھر پہلے پولیس تفتیش کر رہی تھی مدعی مطمئن تھے کہ اچانک جوائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم (JIT) بنا دی گئی جس کی سربراہی آئی ایس آئی کے پاس ہے۔

کتنی عجیب تفتیش ہوگی کہ جس ایجنسی پر مضروب شبہ کا اظہار کر رہا ہے وہی ایجنسی مقدمے کی تفتیش کرے گی۔ ان حالات میں مدعی کو شبہ یہ ہو رہا ہے کہ ڈرائیور اور گارڈ کو تشدد کر کے ان سے ایسا بیان لیا جائے گا کہ مدعی ہی مورد الزام ٹھہرے۔ پولیس تفتیش میں بنیادی نکتہ مدعی کا اطمینان ہوتا ہے، حامد میر نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے اپنے خدشات کا ان پر عدم اظہار کیا ہے جو ٹیلیفون کالز تک رسائی رکھتے ہیں اور جن کو یہ بھی معلوم ہے کہ شاہراہ فیصل پر کس جگہ سی سی ٹی وی کیمرے بیکار ہیں۔ انھوں نے ایک میجر کا بھی ذکر کیا جس کے دھمکی آمیز پیغامات پہلے بھی مل چکے تھے جسے وہ اپنے ٹی وی پروگرام میں بھی ظاہر کر چکے تھے۔ بہر حال معاملہ چونکہ ابھی تفتیشی مراحل میں ہے، سڑکوں پر ریلیوں، جلوسوں کا زور شور بڑھتا جا رہا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ براہ راست تصادم تک معاملہ جا پہنچے۔ عدالت کے اندر بھی حامد میر کے خلاف پیش ہونے والے وکلاء نے جنگ گروپ کے خلاف اور پاک فوج کے حق میں نعرے لگائے تو حامد میر کے حامی وکلاء عدالت سے چلے گئے کسی ایک مقام پر بھی اگر اللہ نہ کرے تصادم ہو گیا تو اس کے پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ جوڈیشل کمیشن کل سے کراچی میں اس کیس کی سماعت کر رہا ہے بہتر ہوگا کہ عدالتی کمیشن (JIT) کو تفتیش سے روک کر اپنی نگرانی میں تفتیش مکمل کرائے۔ طرفین کے حامیوں کو بھی چاہیے کہ عدالتی کمیشن کو اپنا کام یکسوئی سے کرنے دیں۔ حق اور ناحق کا فیصلہ سڑکوں کی بجائے عدلیہ کے ایوانوں میں ہونا چاہیے۔ عدالتی کمیشن کو بھی چاہیے کہ تحقیقات مکمل ہونے تک طرفین کو پابند کیا جائے تاکہ کسی قسم کی بیان بازی جلسے، جلوس، ریلیوں سے مکمل اجتناب کریں۔

بقیہ درس حدیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں ایک فوجی دستہ تشکیل دے کر بنو المصطلق کی طرف روانہ کرتے وقت انھیں حکم دیا کہ پوری تحقیق کرنے کے بعد ان پر حملہ کرنا، اگر ان کے اعمال اہل اسلام جیسے ہوں تو ان پر حملہ نہ کرنا بلکہ زکاۃ وصول کر کے واپس آ جانا، خالد بن ولیدؓ کو مدینہ منورہ سے چند میلوں کے فاصلے پر بنو المصطلق کا ایک قافلہ ملا جس میں ان کے رؤسا بھی تھے لشکر اسلامی نے اس کو گھیرے میں لے لیا، بات چیت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ دربار رسالت میں حاضری اور مال زکاۃ جمع کرانے کے لیے جا رہا ہے، لشکر اسلامی کو اس پر حیرت بھی ہوئی انھوں نے ان سے نمائندہ رسول (ولید بن عقبہ سے) ناروا سلوک کرنے کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا ہمارے پاس کوئی نمائندہ نہیں آیا بلکہ ہم شدت سے اس کے منتظر رہے ہیں۔ جب یہ لوگ دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور وضاحت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ "اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمھارے پاس خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی کی بنا پر کسی کو تکلیف پہنچادو، پھر تمھیں اپنے عمل پر شرمندہ ہونا پڑے" (پ:26، الحجرات 6)

اس سے ثابت ہوا کہ معاشرہ کو بدامنی و فساد سے پاک کرنے کے لیے سچ کا بولنا اور کسی خبر کو سن کر اس کی تحقیق کرنا ضروری ہے کیونکہ اگر وہ قافلہ راستے میں لشکر اسلامی کو نہ ملتا اور لشکر اسلامی (ولید بن عقبہ کی دی ہوئی خبر کی) تحقیق نہ کرتا تو فریقین ایک تباہ کن صورتحال سے دوچار ہو سکتے تھے جس سے معاشرہ میں امن اور سکون کی جگہ فتنہ وفساد برپا ہو جاتا۔

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

حقیقی باپ کی زندگی میں سوتیلے باپ کا ولی بننا؟

سوال: میری اہلیہ کی سابقہ خاوند سے دو بیٹیاں ہیں، جب اُسے طلاق ہوئی ایک بیٹی تقریباً دو پونے دو سال کی تھی اور دوسری بیٹی ابھی شیر خوار تھی جو کہ پہلے خاوند کے نطفہ سے پیدا ہوئیں۔ وجہ طلاق یہ ہوئی کہ سابقہ سسرال والے متشدد بریلوی، جاہلانہ رسم ورواج اور گور پرستی کے دلدادہ تھے جبکہ میری اہلیہ اور اس کے والدین کتاب وسنت اور عامل بالحدیث (مسلک اہلحدیث) پر کاربند تھے اور میری اہلیہ بحمد للہ محدث پنجاب حافظ محمد لکھوی کی "احوال الآخرت، زینت اسلام" و دیگر کتب سے بہرہ مند ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے چند پاروں کی حافظہ بھی ہے۔ جب سے طلاق ہوئی ہے دونوں بچیاں اور میری بیوی اپنے والد (بچیوں کے نانا) جو کہ اب وفات پا چکے ہیں کے زیر کفالت تقریباً دس برس تک رہی ہیں، پھر میرے ساتھ نکاح ہوا تو میری کفالت میں اپنے نانا کے ہاں پرورش پاتی رہیں۔ بڑی بیٹی کو قرآن مجید ناظرہ اور مروجہ پانچویں جماعت کے ساتھ ابتدائی دینی تعلیم دلوائی اور چھوٹی بیٹی کو پرائمری مکمل اور درس نظامی کے علاوہ وفاق تک دینی تعلیم کے ساتھ فنی سکول سے سلائی کڑھائی کی تعلیم بھی دلوائی۔ یاد رہے جب سے طلاق دی ہے اس وقت سے لے کر آج تک اُن کے حقیقی والد نے کبھی بھی کسی بیٹی کو نان ونفقہ وغیرہ نہیں دیا اور نہ ہی بچیوں کی تعلیم و تربیت میں دلچسپی لی ہے۔ ایک دو مرتبہ اپنے بھائیوں کی معیت میں بچیوں کی واپسی کا مطالبہ برادری کے معززین کی پنچایت میں ضرور کیا تا کہ اپنے بھتیجوں سے ان کا نکاح کر سکے جن کا مسلک بھی والدین والا رسم ورواج بدعات وخرافات کے مرتکب ہوتے ہیں اور دین سے کما حقہ واقف نہیں تک۔ بچیاں چونکہ عند الطلب بالغ ہو چکی تھیں معززین کے سامنے انھوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ برادری کے معزز افراد نے بھی یہی فیصلہ سنایا کہ بچیاں بھی نہیں جانا چاہتی اور تم رشتے بھی مناسب نہیں کر رہے جبکہ بچیوں کی پرورش میں بھی تمھارا کوئی کردار نہیں، ان کی اچھی تعلیم وتربیت کا انتظام چونکہ ان کے نانا اور والدہ نے کیا ہے لہٰذا بچیاں اپنے نانا کے پاس رہیں گی۔ اس کے بعد انھوں نے کبھی بچیاں لے جانے کا مطالبہ نہیں کیا سوال یہ ہے کہ اب بچیوں کی شادیاں کرنی ہیں، نانا فوت ہو چکا ہے اور مذکورہ بچیوں کا ماموں بھی نہیں ہے۔ نکاح کے لیے ولی کا ہونا ضروری ہے لہٰذا قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ ان کا ولی کون بنے گا؟

سائل: ایک سائل

الجواب بعون الوہاب: حدیث میں ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَالْمَهْرُ لَهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا فَإِنْ تَشَاجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ" سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اگر خاوند (عورت) سے صحبت کرلے تو اسے مہر ادا کرنا پڑے گا کیونکہ شوہر نے اس سے فائدہ حاصل کیا ہے اور اس کو اپنے لیے حلال کیا ہے اور اگر ولیوں میں جھگڑا ہو جائے تو جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا حاکم وقت ولی ہوگا۔" (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الولی ص 361 رقم الحدیث: 2083)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے لیے ولی کا ہونا شرط قرار دیتے ہوئے ولی کی اجازت کے بغیر کیے گئے نکاح کو تین دفعہ باطل

قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں اولیاء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ طلاق رجعی کی عدت گزارنے کے بعد اگر عورتیں اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح کرنا چاہیں تو تم رکاوٹ نہ بنو۔ (الآیۃ)

ولی کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ عورت کے لیے نیک جذبات رکھتے ہوئے اس کی خیر خواہی کو مقدم رکھے کیونکہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشَاهِدَيْ عَدْلٍ وَوَلِيٍّ مُرْشِدٍ ولی دو عادل گواہوں اور ولی مرشد "خیر خواہ" کے بغیر نکاح نہیں، اگر ولی نکاح کرتے وقت دنیاوی مصالح کے ساتھ دینی مصلحتوں کا بھی خیال رکھے تو وہ مرشد اور خیر خواہ ہے اور اگر وہ دینی مصالح کا خیال نہیں رکھتا تو وہ مرشد و خیر خواہ نہیں ہے۔ جب ولی مرشد "خیر خواہ" نہ رہے تو شریعت اس کی ولایت ختم کر کے ایسے شخص کی طرف منتقل کرتی ہے جو لڑکی کی دینی اور دنیاوی مصلحتوں کا خیال رکھے۔

صورت مسئولہ میں اصل باپ اپنی توحید پرست بچیوں کی شادی اپنے بے دین، مشرک اور بدعتی بھتیجوں کے ساتھ کرنا چاہتا ہے جو کہ ان بچیوں کی خیر خواہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ سراسر ظلم اور زیادتی ہے لہٰذا اس موقع پر شریعت باپ کی ولایت ختم کر کے ایسے شخص کو ولی بناتی ہے جو ان کا خیر خواہ ہو جبکہ لڑکیوں کا حقیقی باپ اور ان کے چچے ولی مرشد نہیں کیونکہ اگر وہ مرشد ہوتے تو لڑکیوں کی دینی و دنیاوی ضروریات کا خیال رکھتے۔ لہٰذا شرعاً یہ ولایت ان کے سوتیلے باپ کی طرف لوٹے گی جس نے ان کی اچھی تربیت کی اور انہیں دینی تعلیم دلوائی اور ان کے تمام اخراجات برداشت کئے کیونکہ یہی ولی مرشد ہے۔ اس لیے ولی مرشد (سوتیلا باپ) بچیوں کی رضامندی سے کسی توحید پرست اور نیک سیرت لڑکوں سے شادی کر سکتا ہے شریعت کی طرف سے اس پر کوئی طعن و تاوان نہیں۔ فقط

بقیہ: اسلام ایک مکمل دین ہے

عام انسان تو کجا اللہ نے تو انبیاء کرام کے بارے بھی فرما دیا: وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال برباد ہو جاتے (الانعام) اور پھر خاص کر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا: وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ اور البتہ میں تیری طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف یہ وحی کر چکا ہوں تم نے شرک کیا تو تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ (الزمر)

دنیا میں بعض نے ایمان کے ساتھ ساتھ شرک کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ قرآن میں ہے: وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ان میں اکثر ایمان کے ساتھ ساتھ شرک کا بھی ارتکاب کرتے تھے یہی وجہ ہے اللہ نے نجات کے لئے شرک سے مبرا ایمان کو شرط قرار دیتے ہوئے فرمایا: الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم (شرک) کی ملاوٹ نہ کی تو وہی لوگ امن میں اور ہدایت پر ہوں گے۔

ہندو، بدھ مت، زرتشت، مجوسی غیر اللہ کی پوجا کرتے ہیں، یہود و نصاریٰ نے نہ صرف حضرت عزیرؑ اور عیسیٰ بن مریم اللہ کی اولاد قرار دیکر بلکہ قبر پرستی کا دروازہ کھول کر شرک کے مرتکب ہوئے، اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے قبر پرستی کے جرم کی وجہ سے اس پر لعنت فرمائی اور اسلام کو تمام مذاہب کا علمبردار بنایا۔

سالانہ تقریب بخاری شریف و اہلحدیث کانفرنس

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور کی سالانہ "تقریب بخاری و اہلحدیث" کانفرنس مورخہ 6 جون 2014 بروز جمعۃ المبارک منعقد ہو رہی ہے۔ کانفرنس سے ملک بھر کے معروف خطباء اور سکالر حضرات خطابات فرمائیں۔ ان شاء اللہ (ادارہ)

تفسیر سورۃ الانعام

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 37)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سیدنا ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ جانور مکہ میں "جبل صفا" سے نکلے گا اس کے خروج کے وقت پہاڑ پھٹ جائے گا اس وقت زمین پر خیر اور بھلائی کا وجود نہیں ہوگا اور یہ جانور مومن کے چہرے کو سونگھ کر روشن اور کافر کے چہرے کو سیاہ کردے گا۔ (تفسیر قرطبی)

سورج کا مغرب سے طلوع ہونا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ان کے خروج کے وقت کسی کا ایمان اُس کے کسی کام نہیں آئے گا۔ (۱) سورج کا مغرب سے نکلنا (۲) ظہور دجال (۳) جانور کا زمین سے نکلنا۔ (مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیہ الایمان ج 1 جز 2 ص 15 رقم الحدیث: 158) اسی طرح صفوان بن عسال المرادیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهُ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ لَا يُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهٖ مغرب میں توبہ کا ایک دروازہ ہے جس کی مسافت ستر سال ہے وہ بند نہیں ہوگا بلکہ اُس وقت تک کھلا رہے گا جب تک اُدھر (مغرب) سے سورج طلوع نہیں ہوتا۔ (جامع الترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل التوبۃ والاستغفار جز 9 ص 153 رقم الحدیث: 3534)

علامات صغریٰ

علامات صغریٰ سے مراد وہ علامتیں ہیں جو بڑی نشانیوں کی نسبت بظاہر چھوٹی ہوں گی مگر ان کا ظہور علامات کبریٰ سے پہلے ہوگا اُن میں سے درج ذیل ہیں

علم کا اُٹھ جانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں علم دینے کے بعد تم سے ایک دم علم نہیں چھینے گا بلکہ علماء اپنے علم سمیت اٹھالیے جائیں گے۔ کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا دینی پیشوا بنالیں گے اور جب ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے لوگوں کو فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری بشرح الکرمانی باب مقبض العلم ج 2 ص 69 رقم الحدیث: 100 مسلم کتاب العلم باب رفع العلم ج 8 جز 16 ص 162 رقم الحدیث: 2673)

دیانت داری کا خاتمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی تھوڑی دیر کے لیے سوئے گا تو اس کے دل سے امانت کو اُٹھالیا جائے گا۔ لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ آپس میں خرید وفروخت کریں گے ان میں کوئی بھی امانت دار نہیں ہوگا۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الرقاق باب رفع الامانۃ ج 23 ص 16 رقم الحدیث: 6497 مسلم کتاب الایمان باب رفع الامانۃ ج 1 جز 2 ص 137 رقم الحدیث: 143)

زنا اور شراب نوشی کا عام ہونا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا: علم کم اور جہالت عام ہوگی، زنا عام ہوگا اور شراب نوشی عام ہوگی حتیٰ کہ عورتیں زیادہ اور مرد کم ہوں گے حتیٰ کہ پچاس عورتوں کے لیے ایک مرد ہوگا۔ (بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل ج 2 ص 16 رقم الحدیث: 81 مسلم کتاب العلم باب رفع العلم ج 8

جز16ص190رقم الحدیث:1012)

عورت کی کثرت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ایک شخص سونا صدقہ کرنے کے لیے نکلے گا اور کوئی اُسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت کے سبب یہ حالت ہو جائے گی کہ چالیس عورتیں ایک مرد کی پناہ لینے کے لیے اس کے پیچھے گھومیں گی۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ قبل الرد ج7ص165رقم الحدیث:1414 مسلم کتاب الزکاۃ باب الترغیب فی الصدقۃ ج4جز7ص82رقم الحدیث:1012) عورتیں زیادہ اس لیے ہوں گی کہ مرد جنگوں میں قتل ہو جائیں گے ان کی عورتیں بیوہ ہو جائیں گی اور وہ مل کر ایک شخص کے پاس آئیں گی تاکہ وہ ان کی ضروریات کو پورا کرے اور ان سے تعاون کرے۔

یہود و نصاریٰ کی مشابہت:

لوگ کثرت سے یہود و نصاریٰ کی تقلید کرتے ہوئے ان کے افعال کرنے میں مصروف ہو جائیں گے جیسے آج اپریل فول، بسنت، ویلنٹائن ڈے، کرسمس ڈے، برتھ ڈے جیسے تہوار مسلمان ان کی تقلید کرتے ہوئے منا رہے ہیں بلکہ مسلمانوں نے ان کی معیشت، معاشرت، سیاست، کلچر اور تعلیم میں ان کے طور طریقوں کو اپنا لیا ہے۔ اسی طرح لباس رہن سہن، وضع قطع اور بول چال میں بھی ان کی نقالی کی کوشش کرکے غیر محسوس طریقے سے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ ان کے لیے اسلام سے بہتر یہود اور نصاریٰ کے طریقے ہیں یہی چیز مسلمانوں کی پستی اور ذلت کا سبب ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً تم اپنے سے پہلی اُمتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے، اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو تم بھی اس کی پیروی کرو گے" ہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنہیں تو کون۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قول النبی ﷺ لتتبعن سنن من کان قبلکم ج25ص50رقم الحدیث:7320 مسلم کتاب العلم باب اتباع سنن الیہود والنصاریٰ ج9جز18ص189رقم الحدیث:2669)

علم پر عمل کا نہ ہونا:

زیاد بن لبید ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز کا ذکر کیا اور پھر فرمایا: یہ اس وقت ہوگا جب علم چلا جائے گا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم علم کیسے چلا جائے گا جبکہ ہم خود بھی قرآن پڑھتے ہیں اور اسے اپنے بچوں کو بھی پڑھاتے ہیں اور ہمارے بچے اپنے بچوں کو پڑھائیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک چلے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں تجھے گم پائے اے زیاد، میں تو تجھے مدینہ میں سب سے زیادہ سمجھدار تصور کرتا تھا۔ کیا یہ یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل کو نہیں پڑھتے؟ لیکن وہ ان پر عمل نہیں کرتے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب ذھاب القرآن والعلم ص669رقم الحدیث: 4048)

چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا جو کہ دور نبوت میں واقع ہو چکا ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چاند دو ٹکڑے ہوا اور میں نے دو ٹکڑوں کے درمیان میں پہاڑ دیکھا۔ (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند الامام احمد بن حنبل ج7ص39رقم الحدیث:3924)

ارضِ حجاز سے آگ کا نکلنا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ ارضِ حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصرہ شہر میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الفتن باب خروج النار ج24ص139رقم الحدیث:7118 مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من أرض الحجاز ج9جز17ص25رقم الحدیث:2902)

٭ امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ آگ 654ھ میں مدینہ سے مشرقی جانب حرہ کے پیچھے سے ظاہر ہو چکی ہے۔ (حوالہ مذکورہ) اسی طرح حافظ

ابن حجرؒ فرماتے ہیں قیامت کے قریب دوسری آگ بھی ظاہر ہوگی جو لوگوں کو محشر کی جانب لے جائے گی وہ آگ حرہ وادی کے پیچھے ظاہر ہونے والی آگ کے علاوہ ہوگی۔ (فتح الباری ج13 ص79)۔

جھوٹے نبیوں اور دجالوں کا ظہور:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دو بڑی جماعتوں کے درمیان ایک بڑی جنگ ہوگی جس میں ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا حتیٰ کہ تیس کے قریب جھوٹے دجال بھیجے جائیں گے جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب المناقب علامات النبوۃ فی الاسلام ج14 ص123 رقم الحدیث: 3609 مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیہ الایمان ج1 جز2 ص158 رقم الحدیث: 157) جھوٹے نبیوں کا سلسلہ عہد رسالت سے ہی شروع ہو گیا تھا جیسے مسیلمہ کذاب اور مختلف ادوار میں مختلف لوگ نبوت کا دعویٰ کرتے رہے اور یہ سلسلہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ جا ملا۔

مال و دولت کی فراوانی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرب قیامت مال کی بہتات ہوگی آدمی زکوٰۃ لے کر نکلے گا اور کوئی اُسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الزکاۃ الصدقۃ قبل الرد ج7 ص163 رقم الحدیث: 1411)

سود کا عام ہونا:

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے قریب سود پھیل جائے گا۔ (صحیح الترغیب والترھیب کتاب البیوع باب الترھیب من الربا ج2 ص378 رقم الحدیث: 1861 طبرانی فی الأوسط ج8 ص121)

رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور وفات:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بعثت اور قیامت اس طرح قریب ہیں جیسے دو انگلیاں۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الرقاق باب بعثت انا والساعۃ کھاتین ج23 ص22 رقم الحدیث: 6504)

سیدنا عوف بن مالکؓ سے مروی ہے کہ میں غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ میں باہر ہی بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عوف اندر آ جاؤ، میں نے عرض کی کہ یہ خیمہ چھوٹا ہے، کیا سارا ہی اندر آ جاؤں تو فرمایا ہاں آ جاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عوف قیامت کی پہلی چھ علامات یاد رکھنا جن میں سے ایک میری وفات بھی ہے۔ (صحیح جامع الصغیر ص1317 رقم الحدیث: 7956)

قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۝

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے کچھ علامات کا ظاہر ہونا بتلایا ہے اور یہ آیتیں درحقیقت کفار کے لیے وعید ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: ان سے کہہ دو کہ تم بھی ان علامات کے ظہور کا انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور یہ آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ کے افعال اختیار کو ثابت کرتی ہے۔ مثلاً اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ آسمان دنیا پر نزول وغیرہ۔

اخذ شدہ مسائل:

(1) فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس کے حکم پر مامور ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ انسان کے پاس مختلف نشانیاں بھیج کر اُسے سامان ہدایت مہیا فرماتے ہیں ہے۔

(3) جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا تو کسی ایمان والے کا ایمان اس کو فائدہ نہیں دے گا بلکہ توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔

(4) علامات قیامت دو طرح کی ہیں کچھ بڑی اور کچھ چھوٹی جبکہ ان میں سے بعض کا ظہور ہو چکا ہے۔

(5) مجرموں کو گرفت سے پہلے وعید سنانا جائز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو گرفت سے پہلے وعید سنائی ہے۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت اور اس کے چار تقاضے

میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان

قسط نمبر 2 آخری

وَعَنْ سُفْيَانَ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ الثَّقَفِيِّ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْ لِّيْ فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ غَيْرَكَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ

''حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات ارشاد فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے کسی سے سوال کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس پر ڈٹ جاؤ۔'' (صحیح مسلم)

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ''جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اس پر ثابت قدم رہے یقیناً اُن پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو، اور نہ غم کرو، اُس جنت کے بارے میں خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو چاہو گے تمہیں ملے گا اور جس چیز کی تمنا کرو گے اُسے پاؤ گے یہ ہے مہمان نوازی اُس ''رب'' کی طرف سے جو بڑا غفور و رحیم ہے۔'' (حم السجدہ: ۳۰تا۳۲)

حقیقت یہ ہے کہ اگر کلمہ طیبہ کو سمجھ کر اور اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے پڑھنے کے بعد فرد اور معاشرے میں عظیم انقلاب برپا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس کے مفہوم اور تقاضوں کا خیال رکھا جائے۔ اس کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور وہی حاکم مطلق ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا یہ معنی ہے کہ کلمہ پڑھنے والا یہ اقرار کرے کہ میں اللہ کا حکم اسی طرح مانوں گا اور اس پر عمل کروں گا جس طرح نبی علیہ السلام نے سمجھایا اور کر کے دکھلایا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی مفہوم کے ساتھ یہ کلمہ پڑھا اور سمجھا تھا جس کا نتیجہ نکلا کہ جو کلمہ پڑھنے سے پہلے چور تھا وہ مسلمان ہونے کے بعد لوگوں کے مال و جان کا چوکیدار بنا اور جو لوگوں کی عزتیں لوٹتا تھا وہ مسلمان ہونے کے بعد دوسروں کے عزت و عصمت کا محافظ ہوا کیونکہ اس کا ایمان تھا کہ میرا رب ہر وقت میری نگرانی کر رہا ہے۔ اس لیے اس کلمہ مبارکہ کو انقلابی کلمہ قرار دیا گیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ایک پاکیزہ کلمہ کی مثال بیان فرمائی ہے، جو ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے، جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی شاخیں آسمان میں ہے وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے، تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔'' (ابراہیم: ۲۴،۲۵)

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۗ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ

مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝ ''اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ اٹھائے ہوئے ہے اور رحم جو کچھ کم کرتے ہیں اور جو زیادہ کرتے ہیں اور اسکے ہاں ہر چیز کا اندازہ مقرر ہے وہ غیب اور ظاہر کو جاننے والا، بڑا اور نہایت بلند و بالا ہے۔ اس کے لئے برابر ہے کہ تم میں سے جو بات چھپا کر کرے یا اسے بلند آواز سے کرے اور رات چھپا ہوا ہے اور جو دن کو ظاہر پھرنے والا ہے۔ اس کے لیے اس کے آگے اور اس کے پیچھے کے بعد دیگرے مقرر کیے ہوئے نگران لگے ہوئے ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں بیشک اللہ نہیں بدلتا جو کسی قوم میں ہے یہاں تک کہ وہ اسے بدل لیں جو ان کے نفسوں میں ہے اور جب اللہ کسی قوم پر مصیبت کا ارادہ کرے تو اسے کوئی ہٹانے والا نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا'' (الرعد: ۸ تا ۱۱)

کلمہ طیبہ کا چوتھا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ہر مقام پر ابلاغ کیا جائے جب تک اس کا ہر مقام اور فرد پر ابلاغ نہیں کیا جاتا اس وقت تک اس کی شہادت کا حق ادا نہیں ہو پائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام بالخصوص نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت پر یہ فرض عائد کیا گیا کہ لوگوں پر اس کی شہادت لوگوں پر قائم فرمائیں۔ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ''رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ لوگوں کے پاس رسولوں کے آنے کے بعد اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ نہایت غالب اور کمال حکمت والا ہے۔'' (النساء: ۱۶۵)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ''اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے، بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ کے حکم کے مطابق اس کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنایا ہے، جو لوگ آپ پر ایمان لائیں ان لوگوں کو بشارت دیں کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا اجر ہے۔'' (الاحزاب: ۴۵ تا ۴۷)

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ''اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔'' (البقرۃ: ۱۴۳)

اس ابلاغ کی اس قدر اہمیت ہے کہ اس میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے بنی اسرائیل پر پھٹکار نازل کی گئی اس لیے آپ کا فرمان ہے: ((اِنَّ اَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ يَا هٰذَا اتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَكَ ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ فَلَا يَمْنَعُهٗ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ اَكِيْلَهٗ وَشَرِيْبَهٗ وَقَعِيْدَهٗ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ ثُمَّ قَالَ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاسِقُوْنَ، ثُمَّ قَالَ كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدَيِ الظَّالِمِ وَلَتَاْطُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا)) ''بنی اسرائیل میں پہلی خرابی یہ پیدا ہوئی ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا اور اس سے کہتا اللہ سے ڈرو اور اپنی حرکات سے باز آجاؤ یہ کام تیرے لیے جائز نہیں، جب دوسرے دن اس سے ملتا تو یہ برائی اسے اس کے ساتھ کھانے پینے اور بیٹھنے سے نہ روکتی، جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ایک دوسرے کے ساتھ دل ملا دیے۔ نبی علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر داؤد اور عیسیٰ علیہم السلام کی زبان سے لعنت کی پھر فرمایا: ہرگز نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برے کاموں سے منع کرو گے اور ظالم کے ہاتھ پکڑ کر اس کو حق کی طرف جھکاؤ گے جیسا اسے جھکانے کا حق ہے اور اس کو حق پر لاؤ جیسا کہ حق پر ہے۔ نیکی قائم کرو جس طرح اسے قائم کرنا چاہیے، ایک دوسرے کی مدد کرو۔'' (رواہ ابوداود، کتاب الملاحم، باب الأمر والنہی)

وحدت الوجود کی تردید میں

عطاء محمد جنجوعہ

قرونِ اولیٰ میں محدثین عظام کتاب وسنت اور خلفائے راشدین کے طرزِ عمل کو مدِنظر رکھ کر پیش آمدہ مسائل استنباط کرتے تھے۔ اگر کسی موقع پر اختلاف رونما ہوتا تو وہ اللہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر سرِ تسلیم خم کر لیتے۔ ماضی میں جب بھی تو مسلم عجمی تحریکوں سے متاثر یا مرعوب ہوئے تو ان میں کئی قسم کی فکری اور روحانی بیماریوں نے جنم لیا۔ جب بعض علماء نے شرک کی بیخ کنی کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا لیکن فریقِ ثانی کے دلائل کا علمی انداز میں جواب دیتے ہوئے بعض احادیث کے وجود سے ہی انکار کر دیا جیسے جاہل لوگ دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے میاں بیوی کے درمیان نفاق ابھارنے کا عمل کرواتے ہیں۔

جب بعض اوقات نتائج اُن کی منشا کے مطابق برآمد ہوتے ہیں تو جادوگروں کی دکانیں خوب چمکتی ہیں۔ لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل میں اندھے ہو کر ان کو اپنا پیر و مرشد بنا لیتے ہیں۔ اس موقع پر شرک کی تردید اور توحید کے اثبات کے جوش میں جادو کا سرے سے انکار کرنے کی بجائے علماء کا فرض تھا کہ وہ جادو کے عمل سے محفوظ رہنے اور اس کے اثرات کو زائل کرنے کے مسنون عمل سے آگاہ کرتے جیسا کہ خنزیر نجس العین ہے لیکن اس کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح علم نجوم و جادو کا وجود ہے۔ لیکن اس کا کرنا کرانا شریعت میں قطعی طور پر حرام ہے۔

فکرِ اسلامی کی تشکیلِ جدید کا ترجمان سہ ماہی ''اسلامائزیشن'' کی اشاعت خاص نمبر ا مارچ ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی جس میں عقیدہ توحید کے مختلف پہلوؤں کی صریح وضاحت ہے۔ جب کہ حصہ دوم مطبوعہ جون ۲۰۰۳ء میں وحدت الوجود کا تاریخی پس منظر پیش کیا گیا۔ ''ابن عربی کے نزدیک توحید کا ارفع مفہوم یہ ہے کہ کلمے میں غیر اللہ کی تعبیر میں باطل الہوں کی نفی نہ کی جائے۔ بلکہ ساری کائنات کے موجود ہونے کی نفی کی جائے اور موجودِ حقیقی صرف اللہ کو ثابت کیا جائے۔ ابن عربی کی یہ تعبیر قرآن کے سراسر خلاف ہے وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا واجب الوجود ہونا کائنات کے امکانی وجود کے مقابلے میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اس وقت بھی تھا جب کہ کائنات پیدا ابھی نہیں ہوئی تھی۔'' [اشاعت خاص توحید نمبر ۲، ص: ۲، مطبوعہ ادارہ اسلامیہ حویلی بہادر شاہ جھنگ]

مولف ظفر اقبال خان نے مذکورہ افکار کا شجرہ نسب شنکر اچاریہ اور ارسطو سے ملایا ہے۔ اُن کی علمی کاوش اربابِ دانش کے لیے تحقیقی مواد ہے تاہم عام لوگ اس سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کر سکتے لیکن چند مقامات پر اُن کے نظریات پڑھ کر دل مجروح ہوا ہے۔ مولف نے ابن عربی کے پیروکاروں پر جو الزام عائد کیا ہے۔ ''ابن عربی کے جن جن ملحدانہ نظریات پر تکفیر کی گئی۔ بعض علماء نے کافی دفاع کیا ہے۔ اس دفاع کی خاطر انھوں نے نصوص صریحہ کی تحریف تو برداشت کر لی لیکن ابن عربی کے الحاد پر انھوں نے آنچ تک نہ آنے دی۔'' [ص: ۱۱]

آہ! مولف وحدت الوجود کی تردید کے جنون میں آ کر مذکورہ جرم کے خود مرتکب ہوئے ہیں۔ (وحدت الوجود کا) یہی تصور بخاری کی مشہور حدیث میں ہے کہ بندہ تقرب بالنوافل کی وجہ سے جب ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں: كنت سمعه الذي يسمع بي وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ''جب یہ بندہ تقرب کے انتہائی مقام پر پہنچ جاتا ہے تو میں اس وقت اس بندے کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور میں اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور تھامتا ہے۔''

بخاری کی یہ خطرناک حدیث جس سے صوفی حلولی منصور حلاج کا نا

الحق ثابت کرتے رہے اور ابن عربی اس سے مظہر صفات الٰہیہ کا عقیدہ اختراع کر کے اولیاء اور انبیائے کرام کا کائنات پر تکوینی تصرف ثابت کرتے ہیں جو اہل بدعت استعانت لغیر اللہ کا جواز پیش کرتے ہیں ان کا ماخذ بھی یہی حدیث ہے اس حدیث کا مرکزی راوی خالد بن مخلد ہے جو ایک غالی شیعہ ہے۔"
[سہ ماہی اسلامائزیشن اپریل جون ۲۰۰۳ء ص:۴۹، ۵۰]

علماء حق نے امام بخاری کے تقویٰ وطہارت فکر پر اظہار خیال کیا ہے کہ "امام بخاری جس کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتے تو غسل کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے اور اس کے بعد حدیث لکھتے اس طرح سولہ سال کے عرصہ میں اس تالیف لطیف سے فراغت پائی۔"

شاہ ولی اللہ سمیت علمائے امت کا صحیح بخاری شریف کی عظمت وصحت روایات پر اجماع ہے۔ سہ ماہی اسلامائزیشن کے مولف نے بخاری شریف کی مذکورہ حدیث میں راوی خالد بن مخلد پر کلام کرتے ہوئے دو ائمہ کرام کے اقوال نقل کیے ہیں لیکن وہ قول درج کیوں نہیں کیا کہ خالد مخلد کو ابوداؤد نے صدوق کہا ہے۔

محدثین کرام کی قبروں پر رب کی رحمت کا نزول سدا جاری رہے۔ جنھوں نے جامع واکمل انداز میں احادیث کی توضیح کی جو قیامت تک ہر قسم کے فتنوں کے استیصال کے لیے کافی ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ عین خدا ہوجاتا ہے جیسے معاذ اللہ حلولیہ اور اتحادیہ کا دعویٰ ہے۔ کہاں خدا اور کہاں بندہ بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ میری عبادت میں غرق ہوجاتا ہے اور مرتبہ فوقیت پر پہنچتا ہے تو اس کے حواس ظاہری اور باطنی سب شریعت کے تابع ہوجاتے ہیں۔ وہ ہاتھ، پاؤں، کان آنکھ سے وہی کام لیتا ہے جس میں میری مرضی ہے خلاف شریعت کوئی کام اس سے سرزد نہیں ہوتا۔" [تیسیر الباری کتاب الرقاق:۵۰۵]

میٹھا میٹھا ہپ، کڑوا کڑوا تھوہ، کے مصداق مولف نے حدیث کا وہ پہلا حصہ بغیر تخریج کے درج کردیا جس سے قاری کو اپنے موقف پر قائل کرنا ممکن ہوسکتا ہے اور ذہن کو شک وشبہ میں مبتلا کیا جاسکتا ہے لیکن مولف نے مذکورہ حدیث کے متعلقہ حصہ کو درج نہیں کیا جس میں حلولیہ کی نفی کی گئی "وہ اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں وہ اگر کسی (دشمن یا شیطان) سے میری پناہ چاہتا ہے تو اسکو محفوظ رکھتا ہوں"

حدیث کے متعلقہ فقرے سے حلولیہ اور اتحادیہ کا رد ہوگیا۔ اگر بندہ عین خدا ہوجاتا ہے تو پھر اسے دعا مانگنے اور پناہ کی کیا ضرورت تھی۔ مولف نے عقیدہ حلول کے رد کی خاطر جامع بخاری کی عظمت وصحت کو مشکوک بنانے کی مذموم کوشش کی ہے۔ اتباع رسول کا تقاضا ہے کہ احادیث رسول کو سمجھیں اور عمل کریں اور انسانی خود ساختہ نظریات کی تائید وتردید میں آکر احادیث پر جرح کرنے سے گریز کریں۔ مولف نے ایک جگہ وحدت الوجود کی نفی میں جامع بخاری کی مذکورہ حدیث کی صحت سے انکار کیا جب کہ دوسرے شمارہ میں وحدت الوجود کے نظریہ کی تائید کی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد باقی خاکوانی کلمہ طیبہ میں لفظ "الٰہ" کا عام فہم معنی کے تحت لکھتے ہیں۔

الیکشن کے دوران الٰہ کا معنی:

دور جدید میں سیاسی میدان میں الٰہ کا ایک عام معنی یہ بھی ہے کہ ہم ہر انتخاب کے موقع پر اس امیدوار کو ووٹ دیں جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ نیک ہے، مخلص ہے اور لوگوں کے مسائل حل کرنے میں دلچسپی لیتا ہے۔ سابقہ زمانوں میں انقلاب تلوار یا بندوق کی گولی سے آتا تھا مگر آج کل انقلاب ووٹ کی پرچی سے آتا ہے۔ اس لیے اگر ہم لوگ ووٹ کو استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکام کو بھول جائیں اور کسی متقی، نیک، پاکباز، دیانت دار شخص کو ووٹ نہ دیں بلکہ برادری کی بات مانیں۔ اپنی ذاتی خواہشات کی اطاعت کریں تو جس شخص نے انتخابات کے دوران اس جذبہ کے تحت ووٹ دیا تو اس نے غیر اسلامی انقلاب یعنی ابوجہل اور ابولہب اور نمرود وفرعون کے نظام کو نافذ کرنے کے لیے اپنی رضامندی ظاہر کی تو یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس نے ان لوگوں کو اپنا الٰہ مانا اور کلمہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کو الٰہ ماننے کے اقرار سے سیاسی میدان میں روگردانی کی۔ [سہ ماہی اسلامائزیشن جنوری مارچ ۲۰۰۳ء ص:۳۶]

جمہوری نظام میں ریاستی قوانین عوام کی مرضی کے مطابق وضع ہوتے ہیں پاکستان کا آئین اس کی وضاحت کرتا ہے۔ where as it. is the will of the people of Pakistan to establish an order۔ عوام قانون سازی کے اختیارات بذریعہ انتخابات اپنے نمائندوں کو سپرد کر دیتے ہیں۔ منتخب پارلیمنٹ قانون پاس کرتی ہے اور پہلے سے رائج قوانین میں بھی رد و بدل کر سکتی ہے۔

اسلام میں آئینی و قانونی حاکمیت کا اختیار رب ذوالجلال کے پاس ہی ہے جس میں تغیر و تبدل کرنے کے اختیار کسی اور کو منتقل نہیں ہوتے چاہے وہ کتنا نیک اور متقی کیوں نہ ہو، اور شریعت کا نفاذ عوام یا ان کے منتخب نمائندوں کی منظوری کا محتاج نہیں ہے بلکہ ہر کلمہ گو مسلمان وحی الٰہی کے احکام (قرآن و سنت) کی اطاعت کرنے کا پابند ہے۔

ابن عربی کے وحدت الوجود کے نظریہ سے سارے باطل الٰہ اللہ کا مظہر بن جاتے ہیں اور اُن میں حاجت روائی و مشکل کشائی کے اختیارات خود بخود سرایت کر جاتے ہیں۔ بعینہٖ جمہوری نظام میں اللہ کے قانون سازی کے اختیارات عوام کو منتقل ہو جاتے ہیں۔ ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود پر اعتقاد کرنا یقیناً شرک ہے تو قانونی طور پر وحدت الوجود کے داعی نظام کی حمایت کرنا جرم کیوں نہیں؟ چونکہ ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود کا تاریخی پس منظر اور شجرہ نسب تلاش کرنے میں آپ کی علمی تحقیق قابل ستائش ہے اس لیے آپ کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ امریکہ جس نے بمباری کر کے افغانستان کی شرعی حکومت کو ختم کیا اور جمہوری نظام رائج کیا اس میں کون سا راز مخفی ہے؟ تحقیق کریں۔

بقیہ: درس حدیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں ایک فوجی دستہ تشکیل دے کر بنو المصطلق کی طرف روانہ کرتے وقت انھیں حکم دیا کہ پوری تحقیق کرنے کے بعد ان پر حملہ کرنا، اگر ان کے اعمال اہل اسلام جیسے ہوں تو ان پر حملہ نہ کرنا بلکہ زکاۃ وصول کر کے واپس آ جانا۔ خالد بن ولیدؓ کو مدینہ منورہ سے چند میلوں کے فاصلے پر بنو المصطلق کا ایک قافلہ ملا جس میں ان کے رؤساء بھی تھے، لشکر اسلامی نے اس کو گھیرے میں لے لیا، بات چیت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ دربار رسالت میں حاضری اور مال زکاۃ جمع کرانے کے لیے جا رہا ہے، لشکر اسلامی کو اس پر حیرت بھی ہوئی انھوں نے ان سے نمائندہ رسول (ولید بن عقبہ سے) نارواسلوک کرنے کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا ہمارے پاس کوئی نمائندہ نہیں آیا بلکہ ہم شدت سے اس کے منتظر رہے ہیں۔ جب یہ لوگ دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور وضاحت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ۞ "اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمھارے پاس خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی کی بنا پر کسی کو تکلیف پہنچا دو پھر تمھیں اپنے فعل پر شرمندہ ہونا پڑے" (پ:26 الحجرات 6) اس سے ثابت ہوا کہ معاشرہ کو بدامنی، فساد سے پاک کرنے کے لیے سچ کا بولنا اور کسی خبر کو سن کر اس کی تحقیق کرنا ضروری ہے کیونکہ اگر وہ قافلہ راستہ میں لشکر اسلامی کو نہ ملتا اور لشکر اسلامی (ولید بن عقبہ کی دی ہوئی خبر کی) تحقیق نہ کرتا تو فریقین ایک تباہ کن صورتحال سے دوچار ہو سکتے تھے جس سے معاشرہ میں امن اور سکون کی جگہ فتنہ و فساد برپا ہو جاتا۔

پریس ریلیز

عیسائی نوجوان افضل مسیح نے گزشتہ روز مرکز عثمان اہلحدیث کھیالی گوجرانوالہ میں اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر جماعت اہلحدیث پنجاب کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا جس کے بعد اس کا اسلامی نام محمد افضل رکھ دیا گیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مولانا سلیمان شاکر نے کہا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

اللہ رب العزت کا پسندیدہ دین اسلام ہے اور یہی راہ نجات ہے، اسلام قبول کرنے والے محمد افضل کا کہنا تھا کہ اس نے اسلام کے بنیادی عقائد اور تعلیمات سے متاثر ہو کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اصل زندگی ایک باعمل مسلمان کی ہی ہے اور اسلام اپنے ماننے والوں کی ہر معاملہ میں رہنمائی کر کے ان کی دنیا و آخرت کو سنوارتا ہے۔

(منجانب: شعبہ نشر و اشاعت جماعت اہلحدیث گوجرانوالہ)

ماہ رجب کی ایک بدعت

حافظ نثار مصطفیٰ

قسط نمبر 1

دین اسلام عبادات، اعتقادات، معاملات، احکام اور اوامر ونواہی وغیرہ ہر جہت، ہر پہلو اور ہر لحاظ سے مکمل وکامل (Perfect) ہے۔ یہ اپنے متبعین (Followers) کی زندگی کے ہر شعبہ میں پوری پوری رہنمائی کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا﴾ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے بطور دین اسلام کو پسند کیا۔

[سورۃ المائدہ:۳]

یہی وجہ ہے کہ دین اسلام میں کسی قسم کی کمی اور زیادتی (Reduction or Increase) کی گنجائش نہیں اور نہ ہی ہمارا کامل و تام دین اس کی اجازت دیتا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد جو کوئی ہمارے اس دین میں کسی قسم کا اضافہ کرے گا تو وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ [مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ]

لیکن بعض لوگ اس کے باوجود دین حنیف میں اضافہ کر کے اپنی طرف سے کئی چیزوں کو دین اسلام کا حصہ قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی اس ایجاد شدہ کام کو بدعت حسنہ کا نام دے کر درست اور جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے عقیدہ کے مطابق ایسا کرنا کار ثواب اور عمل خیر ہے۔ حالانکہ ان کا یہ عقیدہ وخیال اس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح خلاف ہے: وشر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وفی النسائی وکل ضلالۃ فی النار اور تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں اپنی طرف سے) نکالے جائیں دین میں جو کام نیا نکالا جائے وہ بدعت ہے ہر بدعت گمراہی ہے اور نسائی میں ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ [مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ]

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا قول ہے:

''سنت مرضی رحمان است و بدعت مرضی شیطان است و مرضی شیطان را با حسنہ چہ کار؟'' سنت رحمان کا پسندیدہ کام ہے اور بدعت شیطان کا محبوب عمل ہے بھلا شیطان کے پسندیدہ کام کو نیکی سے کیا واسطہ؟

ماہ رجب اور کونڈے:

انہی بدعات ضالہ ومحدثہ میں سے ماہ رجب میں کونڈے بھرنے کی ایک رسم غیر شرعی اور عمل غیر مسنون سرانجام دیا جاتا ہے اس عمل مبتدع کے لیے بائیس (۲۲) تاریخ کا تعین ومقرر کیا جاتا ہے یاد رہے کہ اس عمل محدث کا اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ سراسر فضول، لغو اور لایعنی رسم ہے اور اگر اسے موجب ثواب سمجھا جائے تو بدعت اور موجب عذاب ہے۔ اس رسم کا تنقیدی، تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ کرنے سے قبل ہم رجب کی شرعی اور تاریخی حیثیت واضح کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

رجب کی شرعی حیثیت:

اسلامی یا قمری مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ رب ارض وسماء کا ارشاد مبارک ہے: ان عدۃ الشھور عنداللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منھا اربعۃ حرم ذلک الدین القیم بلاشبہ لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق زمین وآسمان کے دن سے مہینوں کی تعداد بارہ مقرر فرمائی ہے اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، یہی مستقل ضابطہ ہے۔ (سورۃ توبہ:۳۶)

مفسر قرآن اور ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے روایت ہے کہ محرم، رجب، ذوالقعدہ و ذوالحجہ حرمت والے مہینے ہیں۔

[تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص ۳۵۳]

حرمت والے مقدس و محترم مہینے دور جاہلیت میں قبل از اسلام بھی مکرم، محترم اور موقر تھے اور دور رحمت میں بعد از اسلام بھی معزز و مکرم ہیں۔ ان مہینوں میں قتال یا لڑائی میں اقدام اور پہل کرنا گناہ کبیرہ اور جرم عظیم ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ذیشان ہے: **یسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير** حرمت والے مہینے میں لڑائی کی بابت آپ سے پوچھتے ہیں (تو آپ انہیں) کہہ دیں کہ اس میں لڑائی کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ [سورہ البقرہ: ۲۱۷]

لیکن اگر کفار ان محترم مہینوں میں لڑائی میں پہل کریں تو پھر (دفاعی لڑائی میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ارشاد رب تعالیٰ ہے: **وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة** اور مشرکوں سے سب مل کر (ہر مہینے میں) لڑو جیسے وہ سب مل کر (تم سے ہر مہینے میں) لڑتے ہیں۔

[سورہ التوبہ: ۳۶]

رجب کی تاریخی حیثیت:

اکثر علماء کے نزدیک تحویل قبلہ (بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ کی طرف چہرہ پھیرنے) کا حکم اسی ماہ ذیشان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ مفسر قرآن حضرت العلام علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی جو خازن کے لقب سے مشہور ہیں (متوفی سنہ ۷۲۵ ہجری) فرماتے ہیں: **واختلف العلماء في وقت تحويل القبلة فقال الاكثرون كان في يوم الاثنين بعد الزوال للنصف من رجب** علماء کا تحویل قبلہ کے وقت کے بارے میں اختلاف ہے اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ تحویل قبلہ کا واقعہ سوموار کے دن زوال کے بعد رجب کے نصف میں رونما ہوا۔ [تفسیر الخازن جلد اول ص ۱۳۱]

علامہ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی فرماتے ہیں: **كان تحويل القبلة في رجب بعد زوال الشمس** تحویل قبلہ کا واقعہ رجب میں زوال آفتاب کے بعد پیش آیا۔ [تفسیر بغوی علی ہامش تفسیر الخازن جلد اول ص ۱۲۱]

نبوت کے دسویں سال ۲۷ رجب کو معراج کا واقعہ پیش آیا۔

[تفسیر عثمانی]

رجب کا نام رکھنے کی وجہ:

اس کے متعلق شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی ؒ فرماتے ہیں: **لأنهم اتخذوا فيه الحظائر للبساتين يقال رجب النخل اذا اتخذ حولها الشوك لئلا يصل اليها البهائم** کیونکہ اہل عرب اس ماہ میں باغوں کے لیے باڑیں بناتے تھے (لہٰذا اس کا نام رجب پڑ گیا) کہا جاتا ہے رجب النخل جب اس کے گرد کانٹوں والی باڑ لگائی جائے تاکہ جانور اس تک نہ پہنچیں۔ [شرح سبعہ معلقہ ص ۱۲۰، ۱۲۱]

کونڈے بھرنے کی رسم کب ایجاد ہوئی؟:

مولانا محمود الحسن (حنفی) بدایونی کونڈوں کی کتاب "داستان عجیب" میں رقم طراز ہیں: اب سے کوئی پچاس ساٹھ برس پہلے ماہ رجب کے کونڈوں کا کوئی سنی مسلمان نام تک نہیں جانتا تھا لیکن جب سے یہ کتاب (داستان عجیب جس میں جعفر صادق ؒ کی کرامت کا فرضی واقعہ ہے جسے لوگ دلیل بنا کر یہ رسم ادا کرتے ہیں) شائع ہوئی ہے کونڈوں کی غیر اسلامی رسم بھی متعدی مرض کی طرح اصل دین کی حقیقت سے ناواقف سنی مسلمانوں میں گھر گھر پھیلتی جارہی ہے [داستان عجیب ص ۵]

کونڈوں کی رسم غیر شرعی کا پس منظر:

دیار پاک و ہند میں تقریباً ہر عام و خاص اس بدعت مذمومہ و ضالہ سے روشناس اور واقف ہے، لوگ حضرت جعفر صادق ؒ کے نام پر کونڈے بھر کر اس لیے تقسیم کرتے ہیں تاکہ ان کی مشکلات حل ہوں ان کی آرزوئیں، تمنائیں اور خواہشات پایہ تکمیل کو پہنچیں۔ انہیں قرض سے نجات ملے، ضرورت مند حضرات کی ضرورتیں پوری ہوں، بے اولاد حضرات کو اولاد جیسی نعمت غیر مترقبہ سے نوازا جائے، بے روزگاروں کو روزگار اور معاش فراہم ہو اور پریشان حال عوام الناس کی پریشانی دور ہو۔ وغیرہ

فرضی داستان عجیب:

اس بدعت ضالہ کو تقویت اور تائید دینے کے لیے یہ لوگ عجیب وغریب داستان سناتے ہیں۔ جس کا ملخص یہ ہے کہ حضرت جعفر صادقؒ کے دور میں ایک مفلس اور غریب کثیر العیال لکڑ ہارا تھا جو مدینہ میں رہائش پذیر تھا۔ اس کی غربت وافلاس کی کیفیت یہ تھی کہ جس دن وہ لکڑیاں کاٹ کر بیچتا اس دن پیٹ بھرنے کو کھانا ملتا۔ وگرنہ فاقوں ہی میں کٹتی۔ لہٰذا فراخی رزق کے لیے وہ سفر پر روانہ ہوا، مگر پردیس میں بھی اس کی تنگ حالی دور نہ ہوئی اور لکڑیاں کاٹ کر ہی بیچتا رہا۔

چنانچہ اس کا حال یہ تھا کہ نہ گھر واپس آتا اور نہ ہی گھر والوں کو خرچ بھیجتا۔ اس کے جانے کے بعد اس کی بیگم نے وزیر کی بیگم کو اپنا دکھ سنایا تو وزیر کی بیگم نے اسے جھاڑو دینے کی ملازمت پر رکھ لیا، جس سے وہ اپنا گزر اوقات کرتی تھی۔ یونہی بارہ برس گزر گئے نہ لکڑ ہارا واپس آیا اور نہ ہی اس طویل مدت کے دوران اس نے کوئی خرچ وغیرہ بھیجا۔

ایک دن حسب معمول لکڑ ہارے کی بیوی جھاڑو دے رہی تھی کہ حضرت جعفر صادقؒ کا وہاں سے گزر ہوا، ان کے مرید بھی ان کے ساتھ تھے کھڑے ہو کر مریدوں سے پوچھا کہ آج کیا تاریخ ہے؟ انہوں نے کہا بائیس رجب، آپ نے فرمایا یہ بڑی فضیلت والا دن ہے۔ جو کوئی اس دن میرے نام کے کونڈے بھر کر تقسیم کرے، پھر اس کے بعد اپنی حاجت مانگے اگر اس کی حاجت پوری نہ ہو تو قیامت کے دن وہ میرا گریبان پکڑ سکتا ہے۔ یہ سن کر لکڑ ہارن نے بڑے اہتمام سے کونڈے بھرے اور آپ کی وساطت سے دعا کی کہ اے اللہ میرا خاوند مال کثیر لے کر واپس آ جائے دعا کرنے کی دیر تھی کہ ادھر لکڑ ہارے کو جنگل سے مدفون شاہی خزانہ ملا، جسے لے کر وہ واپس لوٹا اور شاندار محل تعمیر کروایا۔

اچانک وزیر کی بیگم کو علم ہوا اس نے لکڑ ہارن سے پوچھا تو اس نے سارا واقعہ سنایا مگر وزیر نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ وزیر کی بیگم پر اس انکار کا عتاب یہ ہوا کہ وزیر پر غبن کا الزام لگا کر اسے اس کے اہل و عیال سمیت شہر سے خالی ہاتھ نکال دیا گیا۔ راستے میں وزیر نے دو درجنوں کا تربوز خریدا جو بادشاہ کے گمشدہ شہزادے کا سر بن گیا۔

لہٰذا شہزادے کو قتل کرنے کے الزام میں وزیر اور اس کی بیوی دونوں پکڑ لیے گئے اور انہیں آئندہ صبح پھانسی دینے کا حکم ہو گیا۔ تو وزیر کی بیگم نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور معافی مانگی۔ بلکہ آئندہ کونڈے بھرنے کی رسم ادا کرنے کا عہد بھی کیا۔ بس اعتراف جرم کر کے معافی مانگنے اور آئندہ یہ رسم ادا کرنے کی نیت کرنے کی دیر تھی کہ شہزادہ واپس آ گیا۔ لہٰذا وزیر اور اس کی بیگم قتل کے الزام سے بری قرار پائے اور وزیر پر جو غبن کا الزام تھا وہ بھی جاتا رہا۔ کہتے ہیں جب بادشاہ کو یہ ساری حقیقت بیان کی گئی تو اس نے بھی اس کا اہتمام کیا یعنی بائیس (۲۲) رجب کو کونڈے بھرے اور حضرت جعفر صادقؒ کی فاتحہ خوانی کی۔ [ملخص از داستان عجیب مولانا محمود الحسن بدایونی]

ناقدانہ جائزہ:

(۱) یہ فرضی واقعہ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ تاریخ، حدیث، سیرت یا فقہ وغیرہ کی کسی معتبر و مستند کتاب میں نہیں ہے (۲) اس قصہ عجیب میں بقول حضرت جعفر صادقؒ ۲۲ رجب کا دن بڑی فضیلت والا ہے۔ کسی صحیح یا حسن درجہ کی حدیث میں (بلکہ کسی ضعیف حدیث میں بھی) ۲۲ رجب کی کوئی فضیلت بیان نہیں کی گئی۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت جعفر صادقؒ نے بھی ۲۲ رجب کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ ارشاد نہیں فرمایا اور نہ ہی کوئی حدیث اس تاریخ یا دن کی فضیلت میں بیان کی ہے۔ بلکہ یہ واقعہ ان کی طرف منسوب کرنا ایسے ہے جیسے ان پر بہتان باندھنا ہے۔

(معاذ اللہ)

(۳) بادشاہ، وزیر اور لکڑ ہارے کا نام کیا تھا؟ کسی کو کوئی پتہ نہیں اور نہ ہی کسی معتبر کتاب میں ان کے اسماء واحوال اور کوائف حالات درج ہیں پھر کس سن ہجری میں یہ واقعہ ہوا؟ پتہ نہیں، پھر مزید یہ کہ بادشاہ نے کتنا عرصہ ہر سال اس رسم کا انعقاد و اہتمام کیا اور اس کے بعد کتنی مدت یہ رسم مدینہ میں جاری و ساری رہی اور کب ختم ہوئی؟ تاریخ اسکے متعلق بالکل خاموش و ساکت ہے۔

(۴) حضرت جعفر صادقؒ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کی کل عمر ۶۸ سال ہوئی۔ جس میں ۵۲ سال بنوامیہ کی خلافت میں وہ زندہ رہے (بنوامیہ کی خلافت تقریباً ۴۱ ہجری میں قائم ہوئی اور ۱۳۲ ہجری میں ختم ہوئی لہٰذا ۸۰ ہجری سے لیکر ۱۳۲ ہجری تک ۵۲ سال ہوئے) اور ۱۶ سال بنوعباس کے عہد حکومت میں آپ نے گزارے۔

کیا یہ واقعہ بنوامیہ کے عہد حکومت میں رونما ہوا یا پھر بنوعباس کے دور حکمرانی میں یہ عجیب واقعہ پیش آیا؟ پھر جس بادشاہ نے اس رسم پر عمل کیا وہ بنوامیہ سے تھا یا بنوعباس سے تھا؟ یاد رہے بنوامیہ کے دور میں تو عہدہ وزارت تھا ہی نہیں، پھر ان کا دارالخلافہ دمشق تھا مدینہ نہیں تھا۔ بنوعباس کے دور میں عہدہ وزارت قائم ہوا مگر ان کا بھی دارالخلافہ عموماً بغداد ہی رہا ہے مگر مدینہ کسی دور میں بھی ان کا دارالخلافہ نہیں بنا۔

(۵) اس من گھڑت واقعہ میں حضرت جعفر صادقؒ کا یہ دعویٰ پیش کیا گیا ہے "اگر اس کی (کونڈے بھرنے والی) حاجت پوری نہ ہو تو وہ روز محشر میرا گریبان پکڑلے۔"

ہمارا عقیدہ ہے کہ ایسا دعویٰ تو وہ آدمی بھی نہیں کرتا جسے دین سے تھوڑا بہت لگاؤ ہو اور پھر وہ دین اسلام کی تھوڑی بہت فہم بھی رکھتا ہو، چہ جائیکہ حضرت جعفر صادقؒ جن کی بابت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: **ما رأیت احدا افقه من جعفر بن محمد** میں نے جعفر بن محمد سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔ [سیر اعلام النبلاء ۶/ ۲۵۷]

ان کی طرف یہ دعویٰ باطلہ وشرکیہ منسوب کیا جائے، یہ سراسر حضرت جعفر صادقؒ پر بہتان ہے: **اللهم اهد امة محمد فانهم لا یعلمون** حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله** (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے میں اپنی ذات کے نفع ونقصان کا (بھی) مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے۔

[سورۃ الاعراف:۱۸۸]

مزید ارشاد ہے: **قل لا املك لنفسي ضرا ولا نفعاً الا ما شاء الله** (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے میں اپنی جان کے نقصان اور نفع کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے۔ [سورۃ یونس:۴۹]

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محسن اور غمگسار چچا حالتِ کفر پر وفات پاگئے تو آپ ﷺ سخت پریشان ہوئے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی: **انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء** (اے پیغمبر ﷺ) آپ جس کو چاہیں راہ (ہدایت) پر نہیں لا سکتے یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جس کو چاہتا ہے راہ پر لاتا ہے۔

[القصص:۵۶]

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک اور مقام پر تاجدار مدینہ اور سید ولد آدم (ﷺ) کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں: **وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو وان يمسسك بخير فهو على كل شيء قدير** (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ آپ کو بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

[سورۃ الانعام:۱۷]

نبی مکرم ﷺ اپنی ہر فرضی نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: **اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد** اے اللہ جسے تو عطا کرے اسے کوئی محروم نہیں کرسکتا اور جسے تو محروم کرے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ ہمارا امام کائنات حضرت محمد ﷺ کی بابت عقیدہ ہے کہ **لا يمكن الثناء كما حقه**۔

؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہ تعریف کرنا ممکن نہیں، مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بعد آپ سب سے زیادہ افضل ہیں۔ بقول شاعر

جہاں میں یوں تو آنے کو ہزاروں انبیاء آئے
مگر اپنے نبی کی شان سب سے اوج پر نکلی

(جاری ہے)

کچھ یادیں کچھ باتیں

الشیخ مولانا محمد یوسف راجووالویؒ سے پہلی ملاقات

مولانا محمد شفیع انور، مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور

قسط نمبر 1

میری یادداشت کے مطابق بندۂ ناچیز جب پرائمری سکول سے تکمیل تعلیم کے بعد فارغ ہوا تو والد محترم میاں عبدالعزیزؒ اور ان کے بابا جان میاں غلام محمدؒ نے مجھے اپنے پاس بٹھا کر دریافت فرمایا کہ بیٹا اب آپ کوئی دنیاوی کام کرنا چاہتے ہیں یا دینی تعلیم کا حصول؟ جبکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور وعدہ کیا تھا کہ اے اللہ اگر تو نے ہمیں بیٹا عطا فرمایا تو ہم اس کو تیرے دین کی سرفرازی کے لیے وقف کر دیں گے۔ میں نے جواباً عرض کیا آپ اپنے اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدے کو پورا فرمائیں میں ان شاء اللہ ہمہ تن گوش حاضر ہوں چنانچہ دادا جان میاں غلام محمدؒ نے رخت سفر باندھنے کو کہا، دوسرے دن دادا جانؒ بندۂ ناچیز کو ساتھ لئے راجووال کے راستے پر چل پڑے۔ دور دراز کا لمبا سفر پیدل طے کیا، اس وقت آنے جانے کی کوئی سہولت میسر نہ تھی۔ اختتام سفر پر مدرسہ دار الحدیث وحفظ القرآن میں داخل ہوئے (یہ مدرسہ کا پہلا نام ہے) بعد میں شیخ محترم رحمہ اللہ اپنے والد محترم کے نام پر الجامعہ الکمالیہ دار الحدیث رکھا۔ ان کے والد محترم کا نام کمال الدین تھا۔ سب سے پہلے دراز قد، نورانی چہرہ جس پر سیاہ اور لمبی داڑھی سجی ہوئی تھی اور سینہ خزینۂ جناب پدری تھی کا دیدار ہوا۔

ضیافت کے تمام تقاضے پورے کرنے کے بعد (جو ان کی گھٹی میں ودیعت تھی) گویا ہوئے۔ کیسے آنا ہوا میاں صاحب، دادا جان عرض گزار ہوئے کہ اس بچہ کو مدرسہ میں داخل کرانے کے لیے طویل وعریض سفر پیدل طے کر کے آیا ہوں۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ جواباً فرمانے لگے داخلے سے تو انکار نہیں مگر اسکے کھانے کا انتظام نہیں ہو سکتا کیونکہ اس وقت طلباء کا کھانا لوگوں کے گھروں سے لایا جاتا تھا موجودہ دور کی سہولیات اس وقت مدرسہ کو حاصل نہ تھیں۔ دادا جان مایوسی کے عالم میں شیخ صاحبؒ سے التماس کر رہے تھے کہ کوئی راستہ نکالو، اچانک طلباء میں سے ایک طالب علم بولا جو اس وقت مشکوٰۃ شریف پڑھتے (مولانا ابراہیم خلیل خطیب مجرو شاہ مقیم) شیخ صاحب اس بچہ کو رکھ لیجئے ہم اپنے ساتھ کھانا کھلایا کریں گے۔ شیخ صاحبؒ نے بھی ہامی بھر لی، ہمارے چہروں پر مایوسی کے بادل چھائے ہوئے چھٹ گئے اور چہروں پر خوشی کے اثرات نمایاں ہوئے۔ یہ تھی میری استاذی المکرم الشیخ مولانا محمد یوسفؒ سے پہلی ملاقات اور یہاں سے میرے دینی تعلیم کے سفر کا آغاز ہوا۔ غالباً یہ انیس صد چونسٹھ کی بات ہے۔

مولانا محمد یوسفؒ کی بندہ کے ساتھ خاص شفقت والفت اور ہمدردی:

جب بندۂ ناچیز مشکوٰۃ المصابیح جلد اول پڑھتا تھا۔ اس دوران ایک دفعہ استاذ المکرمؒ نے میری کسی غلطی کی بنا پر میری پٹائی کر دی، بندہ بددل ہوا اور مدرسہ چھوڑنے کا ارادہ کر لیا، مدرسہ سے راہ فرار لی اور گھر چلا گیا۔ دادا جانؒ کو پتہ چلا تو وہ مجھے اپنے پاس بستی کھنگرانوالی میں لے آئے، مجھے سمجھاتے بہلاتے رہے آخر انھوں نے مجھے تعلیم جاری رکھنے پر آمادہ کر لیا مگر میں نے ان سے شرط رکھی کہ میں دوبارہ راجووال حصول تعلیم کے لیے نہیں جاؤں گا۔ اسی دن بعد از نماز مغرب قریب کی بستی ڈاہراں والی میں اعلان ہوا کہ آج رات جامع مسجد اہلحدیث میں حضرت مولانا محمد ایوب خطیب مرکزی مسجد اہلحدیث شیخاں والی گگن پور کا خطاب ہوگا، تشریف لا کر ثواب دارین حاصل کریں اور مولانا کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوں۔ دادا جانؒ نے فرمایا: چلو ہم بھی مولانا ایوب کا خطاب سننے کے لیے چلتے ہیں۔ جب ہم بستی ڈاہراں والی پہنچے تو سب سے پہلے ہماری ملاقات حاجی دوست محمد سے ہوئی جو دادا جان کے گہرے دوست تھے اور تحریک ختم نبوت کے موقع پر وہ دونوں بزرگ اور ان کے رفقاء ساہیوال

جیل میں اکٹھے رہ چکے تھے۔ پھر مولانا محمد ایوب اور بابا شیخ رحمت اللہ سے ملاقات ہوئی اور دیگر حضرات سے بھی علیک سلیک ہوئی۔

نماز عشاء کے بعد خطاب شروع ہوا، خطاب ماشاء اللہ عوام والناس کے مزاج کے عین مطابق تھا۔ لوگ خوب محظوظ ہوئے، گندم کی فصل کا موقعہ تھا اختتام تقریر کے بعد مدرسہ کے لیے چندے کی اپیل کی گئی جتنا کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا نقدی اور گندم کی شکل میں اکٹھا ہوا پھر ہم مسجد میں ہی سو گئے، صبح ہوئی نماز فجر پڑھی تو مولانا کا درس قرآن سنا۔ بعد ازاں دادا جان نے بابا رحمت اللہ سے کہا کہ اس بچے کو اپنے مدرسہ میں داخلہ دے دیں تو انھوں نے کہا ضروری سامان کے ساتھ اس بچے کو منڈی ککس پور چھوڑ آؤ۔ چنانچہ مجھے دوسرے دن وہاں چھوڑ دیا گیا لیکن وہاں نہ تو کوئی معلم اور نہ کوئی متعلم تھا۔ پہلے بھی مدرسہ تھا جب حافظ عبداللہ بھٹویؒ وہاں پڑھاتے تھے، کتب وہاں موجود تھیں۔ میں نے اور میرے ساتھی مولانا محمد عباس نے جو وہاں کے رہائش پذیر تھے مشکوٰۃ جلد اول کے دو نسخے نکلوائے اور مولانا محمد ایوب سے پڑھنا شروع کر دیا۔ مولانا صاحب خطیب تو ضرور تھے مگر مدرس نہ تھے اس لیے وہ مترجم مشکوٰۃ شریف سامنے رکھ کر ہمیں پڑھاتے تھے۔ کچھ ایام کے بعد مولانا بارک اللہ صاحب کو جو وہاں کے رہنے والے تھے کو ہمیں پڑھانے پر متعین کر دیا جو واقعی مدرس اور معلم تھے، تھوڑی مدت تک ان سے مستفید ہوئے پھر جب بندۂ ناچیز گھر ملنے کے لیے آیا تو پتہ چلا کہ مشفق اور ہمدرد استاد الشیخ محمد یوسفؒ تجھے لینے کے لیے آئے تھے یہ سنتے ہی میری آنکھوں سے آنسو اُمڈ آئے اور اپنی نالائقی اور ان کی شفقت کا احساس ہوا۔ (کہاں پدی اور کہاں پدی کا شوربا) کہاں میں ایک غریب اور غیر معروف گھرانے کا ایک بچہ اور کہاں الشیخ محترم کی شخصیت درحقیقت یہ تھی شیخ محترم کی بندۂ ناچیز کے ساتھ شفقت والفت اور بے پناہ ہمدردی۔ کبھی کبھار فرمایا کرتے تھے کہ محمد شفیع میں کسی طالب علم کے پیچھے اس کو لینے کے لیے نہیں گیا تھا مگر تجھے لینے گیا تھا بعد ازاں بندۂ ناچیز ککس پور سے اپنا بستر اور دیگر سامان لے کر راجووال مدرسہ میں دوبارہ چلا آیا اور میرا ساتھی مولانا محمد عباس بھی میرے ساتھ مدرسہ راجووال میں چلا آیا۔

اسی طرح بندۂ ناچیز ایک مرتبہ اپنے سسر کے اُکسانے پر جو کہ میرے سگے چچا بھی تھے مدرسہ چھوڑ بیٹھا (بندہ کی شادی جلد ہو گئی تھی جب سند فراغت ملی تو شیخ صاحب نے فرمایا یہ بچہ شادی شدہ ہے اور اس کی بچی بھی ہے) اب کی بار والد محترم نے فرمایا کہ یا تو تکمیل تعلیم کے لیے مدرسہ چلے جاؤ میں تمہارا مکمل خرچہ اٹھاؤں گا یا اپنا سامان لے کر مجھ سے علیحدہ ہو جا بندہ سوچنے پر مجبور ہو گیا، ادھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی اگر تجھے اس حالت میں موت آ گئی کہ تجھ پر تیرا والد محترم ناراض رہا تو تجھے جنت کا داخلہ نصیب نہیں ہوگا۔ میں والد محترم سے معافی کا درخواستگار ہوا تو انھوں نے اپنی معافی کو مدرسہ میں جانے کے ساتھ مشروط کر دیا۔

چنانچہ میں ان کی شرط کو عملی جامہ پہناتا ہوا مدرسہ چلا گیا اور پڑھائی شروع کر دی۔ آج بندۂ ناچیز استاد محترم اور والد محترم کے لیے ڈھیروں دعائیں کرتا ہے کہ جن کی سعی جمیلہ اور بسیار دعاؤں کے نتیجے میں مجھ کو مسند تدریس پر بیٹھ کر قال اللہ وقال الرسول کی صدا بلند کرتے ہوئے تقریباً 27 سال کا عرصہ بیت گیا ہے، تقبل اللہ منا۔

الشیخؒ کا بندۂ ناچیز پر ایک عظیم اور نہ بھولنے والا احسان:

الشیخ رحمہ اللہ کا بندۂ ناچیز پر نہ بھولنے والا احسان یہ ہے کہ انھوں نے ابتداءً بندہ کو الجامعۃ الکمالیہ دارالحدیث کی مسند تدریس پر بٹھا کر تدریسی حلقہ میدان میں روشناس کرایا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب بندہ 1986 کے اواخر میں کوٹ لالیانوالہ کی امامت وخطابت چھوڑ کر واپس منڈی احمد آباد آ چکا تھا۔ مولانا عطاء اللہ ڈاہروی الجامعۃ الکمالیہ کی تدریس چھوڑ چکے تھے۔ بندۂ ناچیز نے الشیخ الاستاذ المکرم کے سایۂ عاطفت میں تقریباً ساڑھے تین سال الجامعۃ الکمالیہ دارالحدیث میں بطور مدرس گزارے۔ اگر وہ مجھے اس طرف دعوت نہ دیتے تو ہو سکتا تھا کہ بندہ اس میدان میں نہ اترتا۔ اسی طرح جب بندہ کی مدرسہ ریاض القرآن والحدیث مجاہد آباد کی مسند تدریس پر تقریباً سولہ سال گزارنے کے بعد 3 نومبر

2006 میں جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں تقرری ہوئی تو وہ بھی الشیخ رحمہ اللہ کی سفارش کا نتیجہ تھا۔

مولانا محمد یوسفؒ کا طلباء سے پیار ومحبت:

اس بارہ میں صرف دو چشم دید واقعے پیش کرنے کی جسارت کروں گا، ہمارے طالب علمی کے دور میں کھانے کی جو طلباء کو آج سہولیات میسر ہیں ہمیں میسر نہ تھیں بلکہ طلباء کا کھانا لوگوں کے گھروں سے لایا جاتا تھا چھوٹے بچے جن میں راقم الحروف بھی شامل تھا، 10:00 بجے دن اور شام بعد از نماز مغرب کھانا لاتے اور ٹولیوں کی شکل میں بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔

لوگ اپنی بساط کے مطابق ما حضر جو ہوتا دیتے دن کو امیروں کے گھروں سے سالن وغیرہ مل جاتا جبکہ دوسرے گھروں سے کبھی سالن کبھی اچار، کبھی پسی ہوئی سادہ مرچ مل جاتی اور کبھی صرف خالی روٹی تھمادی جاتی اور سالن سے معذرت کی جاتی۔ رات کو چند گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں موٹے چاول (اَن) سے ضیافت ہوتی کیونکہ راجووال اس وقت دیہات تھا، دیہاتی لوگ غریب جو خود کھاتے وہی طلباء کو کھلاتے تھے، موٹے چاول کھانے کے لوازمات مفقود ہونے کی وجہ سے طلباء کچھ روٹی اور موٹے چاول روکھے سوکھے کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتے اور باقی ماندہ رکھ لیتے تاکہ صبح چھوٹے بچے لوگوں کے گھروں سے لسی لے آئیں گے اور ہم اس لسی کے ساتھ چاول کھائیں گے۔

ایک مرتبہ الشیخ رحمہ اللہ فرمانے لگے آج تم نے کھانا نہیں کھانا، تمام گھروں سے روٹیاں لا کر ایک جگہ رکھ دینا چنانچہ ان کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے جب روٹیاں ایک جگہ جمع کر دی گئیں۔ تقریباً 11 یا 12 بجے محترم الشیخ گھر سے تشریف لائے اور فرمانے لگے سالن، اچار، مرچ وغیرہ جو کچھ لوگوں کے گھروں سے آیا ہے میرے پاس سب کچھ حاضر کرو تو الشیخ محترم نے اپنے دست مبارک سے سب کچھ مکس کر دیا اور ہم طلباء کو مسجد کے برآمدے میں لمبی قطاروں میں بٹھا دیا اور مکس شدہ سالن برتنوں میں ڈال کر ہمارے سامنے رکھ دیا اور روٹیاں بھی چنگیروں میں چن کر ہمارے سامنے رکھ دیں اور ساتھ ہی ہر طالبعلم کے سامنے پلیٹ میں شکر ڈال کر رکھ دی ہم نہ سمجھ پائے کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ شیخ محترم گھر چلے گئے جو مدرسہ کے ساتھ ہی ملحق تھا اور تھوڑی دیر بعد نمودار ہوئے تو ان کے ہاتھ میں ایک جگ تھا جس میں اپنی بھینس کا گرم شدہ گھی تھا وہ گھی شکر میں ڈالنے لگے ایک جگ ختم ہوا تو دوسرا جگ بھر لائے اور شکر پر ڈالنے لگے جب تمام شکر والی پلیٹوں میں گھی ڈالا گیا تو فرمانے لگے اب کھاؤ، آپ ایک طرف بیٹھ گئے ہم نے خوب پیٹ بھر کھانا کھایا اور اللہ کا شکر ادا کیا اور مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ کا بھی پھر آپ خوشی خوشی گھر لوٹ گئے۔

دوسرا واقعہ:

جیسا کہ اوپر اشارۃً ہو چکا ہے کہ الشیخ رحمہ اللہ نے ایک بھینس رکھی ہوئی تھی جس کی دیکھ بھال میرے جیسے خادم کرتے تھے۔ جب وہ نر بچہ جنم دیتی تو اس کو خوب پالا پوسا جاتا اور اس کا نام الشیخ عبدالغفور رکھتے۔ جب وہ موٹا تازہ ہو جاتا تو سالانہ چھٹیوں کے موقعہ پر اس کو ذبح کیا جاتا اور بچوں کو خوب پیٹ بھر کر گوشت کھلایا جاتا۔ اسی طرح بندہ ناچیز کے دور میں الشیخ نے دو مرتبہ اپنی بھینس کے دو بھینسے ذبح کر کے طلباء کو کھلائے اور دوسری مرتبہ تو ساتھ خالص دودھ اور چینی سے میٹھی کھیر تیار کی۔ جس میں بادام اور میوہ جات کی خوب بھرمار تھی۔ آج کے دور میں شاید کوئی پڑھ کر منہ چڑائے مگر میں اس دور کی بات کر رہا ہوں جب چینی کا لفافہ تھی اور ڈپوں پر تمام افراد خانہ کے لیے ایک ماہ بعد ایک یا دو کلو ملا کرتی تھی، صبح سے قطار میں کھڑے ہو کر آدھا دن گزارنا پڑتا تھا اس وقت گڑ شکر کا رواج تھا۔ بعد ازاں بچوں کو چند نصائح کرتے اور بھیگی آنکھوں کے ساتھ ان کو الوداع فرماتے تھے۔ (جاری ہے)

دعائے صحت

امیر تحفظ ختم نبوت اور مدیر جامعہ تعلیم القرآن والحدیث چک نمبر 17 حکیم ابو عبداللہ غلام نبی ایک ٹریفک حادثہ میں شدید زخمی ہوئے ہیں۔ تمام قارئین کرام خصوصی طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو جلد از جلد صحتیاب فرمائے۔ آمین

(دعا گو: ابو عبدالرحمن عبداللہ امانت محمدی 0336-4236117)

اسلام ایک مکمل دین ہے

محمد احسان الحق شاہ ہاشمی

دنیا میں بنیادی طور پر دو مکاتب فکر موجود ہیں ایک مذہبی اور دوسرا غیر مذہبی مکتب فکر، غیر مذہبی مکتب فکر اپنے آپ کو دہریے اور کمیونسٹ کہلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اللہ ایک فرضی طاقت کا نام ہے، وہ کہتے ہیں کیا کبھی کسی نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کائنات مختلف حوادث کے نتیجے میں خود بخود معرض وجود میں آ گئی۔ ان کے خیال میں یہ نظام کائنات خود بخود چل رہا ہے، یہ تغیرات، کسی کا پیدا ہونا اور مر جانا مرور زمانہ کی وجہ سے ہے، موت وحیات کا کوئی مالک نہیں، نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ

دوسری جانب مذہبی دنیا ہے جو لا مذہب اور دہریوں کے نظریات کو حتمی طور پر رد کرتی اور اللہ کی ذات پر کسی نہ کسی صورت میں یقین رکھتی ہے۔ زمانے کے تغیرات سے جہاں دہریے پیدا ہوئے وہاں مذہبی دنیا میں بھی میں اختلافات نے جنم لیا، تاہم تمام مذاہب کا جس بات پر اتفاق ہے وہ ہے وجود باری تعالیٰ کا تصور، ہر مذہب کی ابتداء اور انتہا اللہ کی ذات گرامی کے ساتھ منسلک ہے۔

علاقے، زمانے اور زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے مختلف مذاہب والے اللہ کو مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں، کوئی اسے اللہ کہتے ہیں کوئی اس کو God کے نام سے پہچانتے ہیں، کہیں اسے خدا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اہل فارس اسے یزداں کہتے تھے، ہندو مذہب میں اسے بھگوان کہا جاتا ہے، اس کے انہی ناموں کے حوالے سے مذہبی دنیا کے پیشواؤں نے ہمیشہ اپنے پیروؤں کو تلقین اور نصیحت کی، عالم انسانیت تک اللہ کا پیغام پہنچانے والوں کو انبیاء اور اوتار کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، وہ بھلائی کے مبلغ اور برائی کے مخالف تھے، ہر مذہب میں جزا اور سزا کا تصور بھی موجود ہے، گو کہ اس کی نوعیت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب تمام مذاہب والے اللہ پر کسی نہ کسی صورت میں یقین رکھتے اور اعمال کی بنا پر جزا اور سزا کا تصور بھی رکھتے ہیں تو پھر اختلاف کے دور دورے میں سچا کون ہے؟ کون جنت کا حقدار اور کون دوزخی ہے، اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے ہمیں ادیان و مذاہب کی تاریخ پر غور کرنا ہوگا، یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کونسا مذہب اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔

ہندو دھرم دنیا میں سب سے پرانا مذہب تصور کیا جاتا ہے، یہ ماقبل از تاریخ سے گردانا جاتا ہے۔ مطالعہ کرنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مذہب بہت زیادہ قطع و برید (کانٹ چھانٹ) کا شکار رہا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کی تاریخ کہاں سے شروع ہوتی ہے، سب سے پہلے کس نبی یا اوتار نے اس کی دعوت وتبلیغ شروع کی، کس علاقے سے کی، کس زبان میں کی، اس کی اصل تعلیمات کیا ہیں۔؟

آج ہندوؤں کے نزدیک گائے کو ایک مقدس جانور ہی نہیں بلکہ ماں کا درجہ دیا جاتا ہے، اس کو ذبح کرنا ان کے ہاں ایک کبیرہ اور ناقابل معافی گناہ ہے، لیکن دوسری طرف ان کی مذہبی اور الہامی کتابیں یہ بتلاتی ہیں کہ جب کرشن کو بیٹے کی خوشخبری سنانے کے لئے اوتار (فرشتے) آئے تو انہوں نے ان کی خوب میزبانی کے لئے ان کے سامنے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لا کر پیش کیا۔

اب کوئی پوچھے ان سے کہ کیا آپ کے پیغمبر کرشن جی ایک کبیرہ گناہ کے مرتکب ٹھہرے؟ اس سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ ہندو مذہب کی تعلیمات مشکوک اور غیر محفوظ ہیں۔ اسی طرح اس کے ہاں موت کے بعد کسی دوسری شکل میں پیدا ہو کر انسان اپنے اعمال کا بدلہ پاتا ہے، نیک اور پارسا ہو تو گائے یا بیل کی صورت میں اور گنہگار ہو تو کتے اور خنزیر کی صورت میں لیکن یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ جانور بھی تو مر جاتے ہیں پھر ان کی ارواح کہاں جاتی ہیں؟ اس ضمن میں ہندو مذہب خاموش اور لاجواب ہے، گویا جس مذہب کی ابتداء کے بارے میں بھی معلوم نہ ہو اور انجام کے بارے میں بھی جس کی معلومات نامکمل ہوں اس

میں کامیابی ضمانت کس طرح مانی جا سکتی ہے؟

دوسرے نمبر پر پرانا الہامی مذہب یہودیت خیال کیا جاتا ہے، یہود کی تاریخ حضرت ابراہیم کے فرزند حضرت یعقوبؑ کے چوتھے بیٹے یہودا سے شروع ہوتی ہے۔ ان کی تاسیس ثانیہ حضرت موسیٰ سے شروع ہوتی ہے، انہیں یہ تو معلوم ہے کہ ان کے رہبر حضرت موسیٰ بن عمران صاحب کتاب نبی تھے، انہیں اللہ کی طرف سے کوہ طور پر توریت جیسی مقدس کتاب ملی جو عبرانی زبان میں تھی۔ مگر حضرت موسیٰ کے دور حیات میں ہی یہ لوگ شرک میں مبتلا ہو گئے تھے۔

غرقابی فرعون کے بعد دریا کے پار ایک قوم کو بت پرستی میں مبتلا دیکھ کر بولے "اے موسیٰ ہمارے لئے بھی کوئی ایسا ہی معبود بنا جیسے ان کے معبود ہیں" (سورۃ الاعراف) اسی طرح بچھڑے کی پوجا بھی حضرت موسیٰ کے دور حیات میں شروع کر دی تھی بلکہ حضرت ہارونؑ نے منع فرمایا تو انہیں قتل کرنے پر اتر آئے۔ اسی دور میں ہی انہوں نے تبدیلی احکام و اقوال کی بری راہ بھی اپنائی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ

اب تو وہ اپنی مذہبی زبان ہی بھلا چکے ہیں، کتمان حق اور مطلب براری کی خاطر توریت کے من پسند ترجمے در ترجمے کر کر کے انہوں نے اس کا حلیہ بگاڑ دیا پھر رہی سہی کسر بخت نصر نے نکال دی۔ چنانچہ آج توریت کا ایک نسخہ بھی اپنی اصلی حالت میں دستیاب نہیں لہٰذا اب یہودیت میں کامیابی کی کوئی ضمانت نہیں۔

اس وقت دنیا میں تیسرا بڑا اور پرانا مذہب عیسائیت ہے۔ ان کی تاریخ بھی یہود سے کوئی زیادہ مختلف نہیں، ان کے مذہب کی ابتداء حضرت عیسیٰ بن مریم بنت عمران سے ہوتی ہے جو قدرت الٰہی سے بن باپ پیدا ہوئے، ان کو اللہ نے انجیل عطا فرمائی جو سریانی زبان میں تھی، لیکن ان کے پیروکار جو خود کو نصاریٰ کہلاتے تھے نہ صرف یہ کہ تعلیمات عیسوی بلکہ اپنی مذہبی زبان تک کی حفاظت نہ کر سکے۔ چنانچہ آج نہ تو سریانی زبان موجود ہے اور نہ ہی انجیل اصلی حالت میں، انہوں نے انجیل کے تراجم در تراجم کر کر کے اور اس میں من پسند تبدیلیاں کر کر کے منزل من اللہ انجیل کی شکل مسخ کر دی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو مذہب اصلی صورت میں باقی ہی نہیں وہ اب ابدی نجات و فلاح کا ضامن نہیں ہو سکتا۔

مزے کی بات یہ کہ یہودی اور عیسائی دونوں اپنے آپ کو جنتی اور دوسروں کو دائمی جہنمی کہنے لگے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ (البقرۃ) اولاد ابراہیم ہونے کے ناطے اپنی اپنی حقانیت جتوانے کی غرض سے دونوں کا یہ دعویٰ تھا حضرت ابراہیم ان کے ہم مذہب پر تھے: أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ (ایضاً) اور دعویٰ کرتے وقت یہ بھی نہ سوچا کہ ہماری الہامی کتابیں توریت اور انجیل حضرت ابراہیم کی وفات کے کئی صدیوں بعد نازل ہوئی تھیں۔ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِن بَعْدِهِ.

بالآخر ایک ہی الہامی مذہب باقی رہ جاتا ہے جو کتابی صورت میں جوں کا توں موجود ہے، اس کی تاریخ محفوظ ہے، اس کے ماننے والوں میں ہمیشہ ایک فریق حق پر قائم رہا اور وہ ہے اسلام۔ ہماری الہامی کتاب اپنی اصلی حالت میں جوں کی توں موجود ہے۔ یہ کتاب بتلاتی ہے کہ تمام انبیاء کا مذہب اسلام اور مشن ایک ہی تھا لیکن ان کے بعد لوگوں نے ان کی پیش کردہ تعلیمات میں کمی بیشی کر کے ظلم کیا۔ ہماری کتاب بتلاتی ہے کہ جس نے بھی اپنے دور میں ایمان کا حق ادا کیا نجات کا حقدار ٹھہرا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرۃ)

اب چونکہ ایک ہی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات من و عن دنیا میں موجود ہیں اس لئے ان پر ایمان لائے بغیر نجات ممکن نہیں۔ علاوہ ازیں نجات کے لئے توحید بنیادی شرط ہے، جو اللہ پر ایمان لانے کے بعد شرک کا مرتکب ہوگا اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ (بقیہ 6)

لاہور میں 2 فروری سیمینار اور مظاہرے کے بعد

قصور شہر میں 9 مارچ توحید خالص سیمینار اور عظمت توحید ریلی کا آنکھوں دیکھا حال

کفیل ناصر آف کھڈیاں، قصور

تحریک دعوت توحید قصور نے 9 مارچ بروز اتوار بوقت 2 بجے دوپہر بلدیہ ہال قصور شہر میں توحید خالص سیمینار، عظمت توحید اور حرمت رسول ریلی منعقد کرنے کا اعلان کر رکھا تھا اس کے لئے اشتہارات بھی چھپواں کئے گئے جو روایتی انداز سے ہٹ کر شائع کئے گئے تھے ان اشتہارات میں مکمل کر عقیدہ توحید تحریر کیا گیا تھا۔ جو بذات خود تبلیغ کا موثر ذریعہ تھے جونہی میں نے ان اشتہارات کو دیکھا تو میرے دل میں ایک امنگ اور تڑپ پیدا ہوئی کہ ہر صورت اس سیمینار اور ریلی میں شرکت کرنی چاہئے اس کے لیے اپنی حد تک میں نے اپنے دوست واحباب کو بھی آمادہ کیا کہ اس میں شرکت کرنا ہمارے لیے لازم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بندہ ناچیز اس سیمینار اور ریلی کا شدت سے انتظار کر رہا تھا جونہی 9 مارچ کا سورج طلوع ہوا تو میرے دل کے در بچے کھل گئے اور میں اپنے آپ میں بڑا اشتیاق محسوس کر رہا تھا دوست و احباب کے ساتھ 2 بجے سے قبل بلدیہ ہال قصور میں پہنچا تو نا صرف نوجوانوں کا جذبہ قابل دید تھا بلکہ سفید ریش بزرگوں کے چہرے پر خوشی کے جذبات نمایاں تھے اور ہر زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ یہ انبیاء کرام کی دعوت ہے جس میں شرکت کرنا عبادت سے کم نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہو چکے تھے اور جن میں اکثریت نوجوانوں کی تھی۔ تحریک دعوت توحید کے کارکنان نے اپنی اپنی ڈیوٹیاں سنبھال رکھی تھیں اور ان کے مستعد ہونے سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ ایک روایتی جلسہ نہیں بلکہ ایک عظیم الشان اور مقدس اجتماع ہے۔ جس میں ڈیوٹی دینے والے نوجوان اپنے لیے سعادت سمجھ رہے تھے۔ میں نے 2 فروری لاہور کے پروگرام میں بھی شرکت کی تھی اور قصور میں بھی موجود تھا میرے لیے یہ بات بھی نئی تھی کہ یہ پروگرام بروقت شروع ہوئے اور وقت مقررہ پر ختم کرتے ہوئے مثالی نظم وضبط کا مظاہرہ کیا گیا۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہر مقرر نے نہ صرف اپنے وقت کی پابندی کی بلکہ نہایت مختصر اور جامع انداز میں توحید کے عنوانات پر گفتگو کی جس میں نہایت مہذب اور پڑھا لکھا انداز اختیار کیا گیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ہر مقرر کو Brief کیا گیا ہے کہ وہ توحید کی عظمت کا خیال رکھتے ہوئے غیر مہذب انداز سے احتراز کرے۔

مولانا شمشاد احمد سلفی:

مولانا شمشاد احمد سلفی نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا مرنا اور جینا صرف اللہ کی توحید کے لیے ہے کیونکہ توحید ہی تمام عبادات اور جہاد کی بنیاد ہے اس لیے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعۃ الدعوۃ اس تحریک کے ساتھ دل وجان سے تعاون کرے گی۔

حافظ عبدالوہاب روپڑی کا خطاب:

حافظ عبدالوہاب روپڑی نے عظمت توحید اور حرمت رسول ریلی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری دعوت ایسی دعوت ہے جس کی طرف انبیاء کرام بلاتے رہے اور یہی دعوت پیر عبدالقادر جیلانی نے دی اس لیے آئیں ہم اللہ کی توحید اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر متفق ہو جائیں یہی اتحاد کا ایک ذریعہ ہے۔

حافظ ذوالفقار علی کا خطاب:

حافظ صاحب نے قرآن مجید کی آیات اور حدیث رسول کے دلائل سے واضح کیا کہ توحید ہی دین کی بنیاد اور اساس ہے اس کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت

کرتا ہے اور اس کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتا ہے وہ بہت بڑے شرک کا ارتکاب کرتا ہے اور ایسے شخص کے تمام اعمال غارت کر دیے جاتے ہیں۔

مولانا کاشف منظور:

مولانا کاشف منظور (سیکرٹری اطلاعات تحریک دعوت توحید پاکستان) نے تحریک دعوت توحید کی سرگرمیوں کا قدرے تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا اور لوگوں کو بتلایا کہ سب سے پہلے ہم نے پڑھے لکھے لوگوں میں توحید وسنت پر مبنی لٹریچر عام کیا اور ہم نے اپنی بساط کے مطابق تقریباً لاکھ لوگوں تک تحریری پیغام پہنچایا جس کا ریکارڈ دارالسلام پریس میں موجود ہے اس کے علاوہ ہم نے وال چاکنگ کی۔

اس دوران ہمیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا بالخصوص میاں صاحب پر مقدمات کیے گئے اور انہیں کئی بار قتل کی دھمکیاں دی گئیں لیکن اپنے مشن پر ثابت قدم رہے اور مرتے دم تک اس پر قائم رہیں گے۔ وال چاکنگ کے بعد ہم نے میلہ جات کے مقامات پر اجتماعی خطبات جمعہ کا اہتمام کیا چنانچہ ہر سال حضرت ہجویری، بلھے شاہ اور دیگر میلہ جات کے موقع پر خطبات جمعہ کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ان میں تنظیمی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر خطباء کا نام لکھا جاتا ہے۔ اب ہم نے چوتھے اقدام کا آغاز کر دیا ہے اس لیے ہر بڑے شہر میں توحید خالص سیمینار رکھنے کے ساتھ عظمت توحید اور حرمت رسول پر ریلیاں نکالی جائیں گی۔

کنوینر تحریک کا خطاب:

میاں محمد جمیل نے اپنے خطاب کا آغاز سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات سے کیا اور ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مبلغ کے لئے ان ضابطوں کا ذکر کیا ہے کہ جن پر عمل کرنا مبلغ پر فرض ہے اس کے بعد انہوں نے نبی علیہ السلام کی سیرت طیبہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ حالات جیسے بھی ہو جائیں ہمیں سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے اس بات کا عہد کرنا چاہئے کہ ہم توحید وسنت کا پرچار کرنے کے لیے مساجد سے باہر نکلیں گے اور لوگوں کو شرک وبدعت کی تاریکیوں سے نکالنے کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے اس مشن کے لیے تحریک دعوت توحید کا عزم ہے آپ اپنی اپنی جماعت اور منصب پر رہ کر اس کا ساتھ دیں تاکہ انبیاء کے مشن کا حق ادا ہو سکے۔

انھوں نے یہ بات بھی کہی کہ ان شاء اللہ تحریک دعوت توحید کا پلیٹ فارم اتحاد کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کنوینر تحریک دعوت توحید نے فرمایا کہ ہم کسی فرقے کے خلاف نہیں اٹھے بلکہ ہمارے باہر نکلنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگوں کو توحید وسنت سے آشنا کریں یہی انبیاء کی دعوت تھی اور اسی پر ہمیں موت آنی چاہئے۔

علاوہ ازیں توحید خالص سیمینار اور عظمت توحید ریلی سے مولانا حکیم ثناء اللہ، مولانا قاری عبدالرشید راشد، میاں عبدالواحد، قاری عزیز الرحمان توحیدی، مولانا محمد انور صالح، مولانا شاہد محمود جانباز، حافظ شمیر نے بھی خطابات کئے۔ یہ پروگرام اللہ کے فضل وکرم سے انتہائی کامیاب ثابت ہوا ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قائد تحریک میاں محمد جمیل کو استقامت فی الدین سے نوازے اور ہر لمحہ ان کی حفاظت فرمائے کیونکہ سب سے بڑا محافظ ونگہبان تو اللہ کی ذات برحق ہے۔

جنت میں گھر بنائیں

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

"جو اللہ کیلئے مسجد بنائے، اللہ تعالیٰ اسکے لیے جنت میں گھر بناتا ہے"

مناواں جی ٹی روڈ لاہور کے بالکل قریب جماعت اہلحدیث اور حاجی نذیر احمد کی زیر نگرانی دو کنال کے وسیع وعریض رقبہ میں مسجد تعمیر کی جاری ہے، چھت پر لینٹر ڈالنے کے لیے بجری، ریت، سیمنٹ، سریا کی اشد ضرورت ہے۔

اہل خیر حضرات وخواتین سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ مسجد کی تعمیرات میں دل کھول کر عطیات دیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین

[منجانب: نعیم احمد 0345-7656730_0321-9794129]

جماعتی خبریں

جماعت اہلحدیث لاہور کے زیر اہتمام تحفظ حرمین شریفین کے سلسلے میں جامع القدس چوک دالگراں لاہور میں "تحفظ حرمین شریفین سیمینار" منعقد کیا گیا۔ سیمینار کی صدارت امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کے حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے فرمائی۔ سیمینار کے شرکاء سے حافظ عبدالوحید روپڑی سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان، حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان، میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان، ڈاکٹر فرید پراچہ، مولانا امیر حمزہ، رانا محمد نصر اللہ خان، مولانا شکیل الرحمن ناصر، مولانا ناصر مدنی، مولانا شاہد محمود جانباز سمیت نے خطابات کئے۔ جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے کہا کہ مسلمانوں کی ہر دلعزیز سرزمین مقدس مقامات حرمین الشریفین کے تحفظ کا عہد کیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ اسلام دشمن طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کمزور کرنے کیلئے اوچھے ہتھکنڈے اپنا رہے ہیں۔ عالمی سازش کے تحت پاک سرزمین سعودی عرب کو اپنے نشانے پر رکھنے والے اس بات سے آگاہ رہیں کہ مسلمان حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔ حافظ عبدالوحید روپڑی سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان نے کہا کہ سعودی عرب اسلامی قیادت کا مستحق اور اہل ہے۔ یہ رشد وہدایت کا مرکز ہے اس کا تقدس ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے شرپسند عناصر کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے خادم الحرمین الشریفین کو اپنی صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے اس کا کھویا ہوا مقام واپس دلانا چاہیے۔ حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے مسلمان حکمرانوں پر زور دیتے ہوئے کہا کہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ وہ باہمی اختلافات کو نظر انداز کر کے اقوام متحدہ کی طرز پر ایک مسلم ممالک کا ادارہ بنائیں اور تمام اسلامی ممالک کو ایک اسلامی بلاک بنا کر ایک کرنسی رائج کرنی چاہیے۔ مولانا شکیل الرحمن ناصر نے کہا کہ اشیائے خوردونوش کی روز افزوں بڑھتی ہوئی قیمتوں نے عام آدمی کی زندگی اجیرن کر دی ہے حکومت وقت کا فرض منصبی ہے کہ مہنگائی کو کنٹرول کرتے ہوئے خدمت الناس کی فلاح و بہبود اور ان کو ریلیف دینا اپنا مشن بنائے۔ انھوں نے تھر ضلع مٹھی میں قحط کی وجہ سے ہونے والے جانی نقصان پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اسے حکومت سندھ کی نااہلی قرار دیا ہے۔ (منجانب: شعبہ نشرواشاعت جماعت لاہور)

مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب حفظہ اللہ کے نام ایک مکتوب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم حافظ صاحب آپ کا رسالہ "تنظیم اہلحدیث" ہر اعتبار سے بہت اچھا ہے، کئی مرتبہ کچھ لکھنے کو جی چاہتا ہے مگر بوجہ نہیں لکھتا۔ علمی مضامین کے ساتھ ساتھ محترم حافظ عبدالوحید روپڑی سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان کا درس حدیث بہت ہی اچھا لگتا ہے۔ میری طرف سے شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی صاحب حفظہ اللہ اور مفتی عبیداللہ خان عفیف حفظہ اللہ کو سلام عرض کرتا۔

والسلام

حکیم محمد صفدر عثمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اراکین A.S.F IIUI نے باہمی مشورہ سے سیشن 2014-15 کے لیے درج ذیل کابینہ تشکیل دی ہے

صدر	حافظ عبدالباسط [illegible] 03393118565
جنرل سیکرٹری	ارسلان طارق 03219509803
جوائنٹ سیکرٹری	حنید عبدالرحمن 03022763307
ناظم مالیات	محمد عبداللہ طور 03244791100
ناظم نشرواشاعت	حافظ عبدالرحمن رفیق 03335266334
ناظم امور خارجہ	حافظ محمد اسحاق روپڑی 03008817064
ناظم تبلیغ	حافظ عبدالرحمن 03436286117

اللہ تعالیٰ ان ساتھیوں کو راہ حق پر استقامت عطا فرمائے

اہلحدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن [illegible]
Ahle Hadith Students Federation [illegible] Islamic University Islamabad [illegible]

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE

منہج سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف: جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمدللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ کرام تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ: حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ (تاسیس اول 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ۔ تجدید تاسیس: 1914ء لاہور)

شعبہ جات: جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے: (1) تحفیظ القرآن الکریم (2) درس نظامی (3) وفاق المدارس السلفیہ (4) دارالافتاء (5) تصنیف وتالیف (6) فن مناظرہ (7) دعوت والارشاد (8) کمپیوٹر لیب (9) طب اور اس کے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے کے مواقع: جامعہ اہلحدیث کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع

وظائف: ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 187 لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی و رہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال مکمل ہو چکے ہیں جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ روپے ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اس لیے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 7-0107066-0286 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور، پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی، ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور 0300-9476230/042-37656730